هفت روزه
الفضل
انٹرنیشنل
قائم مقام مدیر اعلیٰ :— منیر الدین شمس

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۷/ جنوری ۲۰۰۰ء شمارہ ۱
۲۹/ رمضان المبارک ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۷/ صلح ۱۳۷۹ ہجری شمسی

خیر طلب کرنے کی جامع دعا

حضرت ابو امامہ باہلیؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ جامع دعا سکھائی:

"اے اللہ ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی۔ اور ان تمام باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی۔ تو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ پس تیرے تک (دعا کا) پہنچانا لازم ہے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الدعوات)

خلاصہ درس قرآن کریم رمضان المبارک ۱۹۹۹ء

درس قرآن کریم مورخہ ۱۴/ دسمبر ۱۹۹۹ء:(سورۃ المائدہ آیت ۱۰ تا ۱۸)

آیت نمبر ۱۰۔"وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا .... اَجْرٌ عَظِیْمٌ": حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کے متعلق جو اس نے مومنین سے فرمایا ہے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں، مختلف احادیث نبی ﷺ پیش فرمائیں۔ جن میں پہلی حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی گنہگار ہے سوائے اس کے جسے میں بچائے رکھوں۔ پس مجھ سے مغفرت مانگو۔ میں تمہیں بخش دوں گا۔ تم میں سے جو یہ جانتا ہو کہ میں بخشنے پر قدرت رکھتا ہوں اور اس نے مجھ سے میری قدرت کا واسطہ دے کر مغفرت طلب کی، میں اسے بخش دوں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "چونکہ پھر بھی انسان کمزور ہے اس لئے فرمایا کہ جن مومنوں کے اعمالِ صالحہ زیادہ ہوں ان کے لئے مغفرت ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تفسیر میں زائد مضمون پیدا فرمایا ہے کہ اگر اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری نہیں بھی ہوگا تب بھی خدا تعالیٰ مغفرت فرما سکتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں "پس ان تمام آیتوں سے ظاہر ہے کہ جیسے خدا انسان کا اس طور سے مالک ہے کہ اگر چاہے تو اس کے گناہ پر اس کو سزا دے گا۔ ایسا ہی اس طور سے بھی اس کا مالک ہے کہ اگر چاہے تو اس کا گناہ بخش دے کیونکہ ملکیت تبھی متحقق ہوتی ہے کہ جب مالک دونوں پہلوؤں پر قادر ہو"۔

آیت نمبر ۱۱۔"وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ": اس آیت کے بارہ میں فرمایا کے یہاں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو بے شمار نشانات دیکھتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی جھٹلاتے رہتے ہیں۔ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں کفار کا یہی مطالبہ ہوتا تھا کہ کوئی ایک نشان تو صداقت کا دکھاؤ۔ حالانکہ بے انتہا نشانات آئے دن ظاہر ہو رہے تھے لیکن وہ سب کو جھٹلا دیتے تھے۔

آیت نمبر ۱۲:"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ .... الْمُؤْمِنُوْنَ"۔ فرمایا ھَمَّ کے معنی اس ارادہ کے ہیں جو ابھی دل ہی میں ہو۔ اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ احسان کرنے والا ہے اور اس کی بخشش بھی بے پناہ ہے اس لئے وہ ارادے جو دل میں ہوں لیکن ان پر عمل نہ کیا جائے تو ان کی سزا خدا تعالیٰ نہیں دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس آیت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "حدیبیہ میں بھی ایسا معاملہ ہوا کہ دشمن کی ضرر رسانی سے مسلمانوں کو بچا لیا۔ تبوک کے راستے میں بھی یہ فضل ہوا۔ مدینہ طیبہ میں بھی جب یہود نے چکی کا پاٹ گرانا چاہا تو آپؐ محفوظ رہے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدوں اور ان کی جماعت کو مشکلات پیش آتی ہیں تو وہ دشمنوں سے بچائے جاتے ہیں"۔

ایک مفید نئی ایجاد: حضور انور ایدہ اللہ نے یہاں ذکر فرمایا کہ حال ہی میں سائنس دانوں نے ایک آنکھ بھی ایجاد کی ہے جس پر ابھی تجربات کئے جارہے ہیں۔ اس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اندھوں کے لئے اور جن کی آنکھ ضائع بھی ہوگئی ہو ان کے لئے بھی یہ فائدہ مند ہوگی۔ یہ میں درس میں اس لئے بتا رہا ہوں تا کہ احمدی ڈاکٹرز نظر رکھیں۔ جب یہ ایجاد ظاہر ہو جائے تو بہتوں کو فائدہ ہو سکتا ہے۔

آیت نمبر ۱۳:"وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ .... ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ"۔ علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ کلام اِنِّیْ مَعَکُمْ پر مکمل ہو گیا ہے جس کا

باقی اگلے صفحه پر ملاحظه فرمائیں

اللہ تعالیٰ سارا سال ہی روزانہ رات کے پچھلے پہر نیچے اترتا ہے رمضان سے ہی خاص نہیں

خدا تعالیٰ سے جو بھی مانگنا ہو، وثوق اور پختگی سے لیکن الحاح سے مانگنا چاہئے۔ دعا سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی بے صبری دکھانی چاہئے

آنحضرت ﷺ کی احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات سے دعا کے مضمون کی لاجواب تفسیر

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴/ دسمبر ۱۹۹۹ء

لندن (۲۴/ دسمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا جو سیٹلائٹ کی وساطت سے دنیا کے مختلف علاقہ جات میں بیک وقت (Live) دیکھا اور سنا گیا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۷"وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ. اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ...." کی تلاوت کر کے اس کا ترجمہ فرمایا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ یہ آیت جہاں خدا تعالیٰ کی ہستی کی زبردست دلیل ہے وہاں بہت سی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے۔ یہاں خدا تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے دعا مانگنے کا نہیں فرمایا بلکہ عنّی فرمایا ہے یعنی ایسا شخص مجھے تلاش کرتا پھرتا ہے، میرے بارہ میں پتہ کرتا پھرتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا قریب ہے تو جواب کیوں نہیں دیتا؟ فرماتا ہے میں تو بہت قریب ہوں لیکن ساتھ ہی شرط لگا دی کہ وہ میری بات بھی سنا کریں اور مانا کریں اور ایمان لائیں کہ میں ہر بات کو سننے والا اور پورا کرنے والا ہوں۔ یہ تمام امور اس میں چھپے ہوئے ہیں۔ بہت سے لوگ خدا کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ مشہور انگریز شاعر Shelley بھی لکھتا ہے کہ میں تو پکارتا پھرا کہ خدا کہاں ہیں؟ اس لئے خدا کی تلاش کرنے کے لئے اور پانے کے لئے ضروری ہے کہ اس آیت میں مضمر نکات کو لازماً نظر رکھا جائے۔ یہ نہیں کہ ادھر ادھر آواز دی جائے اور ادھر سمجھا جائے کہ ہم جو مرضی کرتے پھریں ہمیں خدا جواب دے گا۔ ہاں جب ان مضمر نکات کو مدنظر رکھو گے تو پھر خدا فرماتا ہے کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے اس تعلق میں آنحضور ﷺ کی بعض احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کا آخر میں ایک اقتباس پیش فرمایا۔ حضور نے احادیث پیش فرمائیں جن میں کہا گیا ہے کہ "ہر رات اللہ تعالیٰ قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے اور جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں؟، کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں؟، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں؟" ایک روایت میں ہے کہ "جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا اور اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس بندہ کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر میری طرف وہ ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا"۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کہاں نیچے

باقی صفحه نمبر ۱۲ پر ملاحظه فرمائیں

بقیہ:درس القرآن از صفحہ اول

مطلب یہ ہے کہ میں اپنے علم اور اپنی قدرت کے ساتھ تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہارا کلام سنتا ہوں اور تمہارے کام دیکھتا ہوں۔ اور تمہارے دلوں کے خیالات بھی جانتا ہوں اور تمہیں جزا سزا دینے کی پوری قدرت رکھتا ہوں۔ اس مقدمہ کلیہ کو بیان کرنے کے بعد جملہ شرطیہ رکھا ہے جس میں شرط پانچ امور سے مرکب ہے یعنی لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا اور اس کے بعد جواب شرط دو حصوں میں ہے۔ ایک لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ہے جس میں سزا کے ازالہ کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا حصہ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ہے جس میں ایصال ثواب کی طرف اشارہ ہے۔

اسی طرح علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ ایمان بالرسل کو اقامۃ صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ سے مؤخر اس لئے رکھا ہے کہ یہود اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کے بغیر حصول نجات ممکن نہیں مگر اس کے باوجود وہ بعض رسولوں کی تکذیب پر مصر تھے۔ اس لئے ان کے ذکر کے فوراً بعد جمیع رسولوں پر ایمان کا ذکر کر کے انہیں بتایا گیا کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ اس کے ذریعہ ہی اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کا مقصود پورا ہوگا ورنہ تمام رسولوں پر ایمان نہ لانے کی صورت میں نماز کا قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حصول نجات کے بارہ میں کوئی بھی اثر ظاہر نہ ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایسا ممکن ہے جیسے آج کل کے علماء بھی اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کے تو قائل ہیں لیکن امام وقت کا انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انبیاء کو مانو گے تو دوسری عبادات کا بھی فائدہ ہوگا۔

وَ بَعَثْنَا مِنْهُم اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نوٹس جو بورڈ نے مرتب کئے ہیں ان میں ہے کہ عام لوگ اس سے بارہ سردار مراد لیتے ہیں جو حضرت موسیٰؑ نے لڑائی کے لئے مقرر کئے تھے مگر میرے نزدیک **بارہ خاص نبی** مراد ہیں جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان آئے تھے۔ یہاں ان کے مقابلہ میں **بارہ مجدد** آئے۔ ان میں اس غرض کے لئے نبی آتے تھے اور وہ سیاست کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ بنی اسرائیل بارہ انبیاء کو خصوصاً عظمت دیتے تھے اور انہیں خاص طور پر مانتے تھے۔ یہودیوں میں Twelve Pprophets کا محاورہ پایا جاتا ہے۔ ان کی تعیین اسماء ابھی تک نہیں ہوئی۔ وہ یونسؑ کو بھی ان میں سے مانتے ہیں مگر میری تحقیق یہ ہے کہ یونسؑ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے۔

حضور نے فرمایا کہ بارہ کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے قبل بھی بارہ مجدد آئے۔ یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مسیح موعودؑ کے آنے تک صرف بارہ مجدد آئے اور آپ کے بعد اور کوئی مجدد نہیں آیا۔ اسی طرح شیعہ بھی (ان کے نزدیک اولاد طیبہ یعنی حسنؓ، حسینؓ اور علیؓ وغیرہ سے) **بارہ ائمہ** مانتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۴:"فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ.........."۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ سے لفظی تحریف مراد نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اصل مطلب کو بگاڑ دیتے ہیں اور کچھ اور بیان کر دیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے جو تحقیق کی تھی اس کے مطابق قطعی ثبوت ملتے ہیں کہ انہوں نے واقعۃً اپنے حوالوں میں تحریف کی ہے اور الفاظ کو بدل دیا ہے۔ جب موقع آئے گا تو انشاء اللہ یہ تحقیق کام آئے گی۔ فرمایا میں اس لئے یہ کہہ رہا ہوں کہ "جب موقع آئے گا" کیونکہ میں نے لڑکیوں کے سپرد بائبل کی کمنٹری کا کام کیا ہوا ہے تاکہ بائبل پر سب سے پہلے کمنٹری وہ لکھیں۔ پہلے تو ان کے ساتھ ملاقات ہوتی رہی اب ان کو میں نے تفصیل سے بتا دیا ہوا ہے اور وہ سمجھ کر سیدھے راستہ پہ چل پڑی ہیں۔ اس پر کام کر رہی ہیں۔ امید ہے انشاء اللہ ۲۰۰۱ء سے قبل یہ کمنٹری شائع کر دی جائے گی۔

آیت نمبر ۱۵:"وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى.........."۔ علامہ رازی فرماتے ہیں کہ "اس جگہ اللہ تعالیٰ نے وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى فرمایا اور مِنَ النَّصَارٰى نہیں فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنا یہ نام خود ہی رکھا تھا۔ اس دعویٰ کی بنا پر کہ وہ اللہ کی مدد کرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا تھا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ در حقیقت یہ ایک تعریفی نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں وضاحت کر دی ہے کہ اگرچہ وہ اپنے اس صفت کے پائے جانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حقیقۃً عند اللہ اس صفت سے متصف نہیں ہیں"۔

فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بہت واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق عیسائی اقوام باوجود فتوحات کے آپس میں حسد، عداوت اور دشمنی سے دوچار ہیں۔ یورپین ممالک کے بارہ میں بھی واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی بات پر اتفاق نہیں کر سکتے۔ اسی طرح مسیحؑ کی ذات اور منصب کے بارہ میں بھی آپس میں عیسائیوں کو بہت اختلاف ہے چنانچہ مسلمانوں کے ۷۲ فرقوں کے مقابل پر نصاریٰ کے ۷۰۰ سے زائد فرقے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے نصرانیوں سے پختہ اقرار لیا تھا لیکن انہوں نے اسے بھلا دیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان میں عداوت اور بَیر کو اکسا دیا...... "مسلمانو! تمہارا مالک رزاق اللہ ایک ہے، تمہاری کتاب ایک، تمہارا رسول محمد ﷺ جیسا ایک، عیسائی تین کے بندے ہیں۔ آریہ چار کتابوں کے متبع۔ ان میں اختلاف ہوتا تو ہوتا۔ ہم میں ایسی وحدت کے ہوتے ہوئے اتنا تفرقہ بھی کیوں ہوا؟"۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "اس آیت سے بھی صاف طور پر ثابت ہے کہ یہودی قیامت کے دن تک رہیں گے کیونکہ اگر وہ پہلے ہی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے تو پھر سلسلہ عداوت اور بغض کا قیامت تک کیونکر ممتد ہوگا۔ لہذا ماننا پڑا کہ ایسا خیال کہ حضرت مسیح کے نزول کی یہ علامت ہے کہ اہل کتاب اس پر ایمان لے آئیں گے صریح نص قرآن اور حدیث سے مخالف ہے"۔

آیت نمبر ۱۶:"يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْجَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا ...."۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اُمّی محض تھے لیکن آپ کو بائبل کا پورا علم دیا گیا تھا۔ یہ ایک زبردست معجزہ ہے۔ آپؐ کو اس کا عبوری علم تھا اس لئے جب کسی معاملہ کے بارہ میں حضورؐ کے سامنے ذکر یہودی کرتے اور آپؐ فرماتے کہ اس طرح نہیں ہے اور اس طرح آپؐ کی تصدیق صحابہؓ بھی کرتے کہ سائل یہودی نے اس آیت کے اوپر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور اسے چھپا رہا ہے۔ آج کل بھی علماء اور ریسرچرز سے اگر کسی امر کے بارہ میں پوچھا جائے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ چیک کر کے بتائیں گے لیکن آنحضورؐ کا بائبل کے بارہ میں باوجود اُمّی ہونے کے کلّی طور پر عبور ہونا ایک زبردست معجزہ ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء ﷺ میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نورِ آسمانی جو وحی الٰہی ہے، وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا...... اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضورؐ نور تھے۔ قرآن نور تھا۔ جب نور پر نور اترا تو آنحضورؐ کا ہر حصہ جگمگا اٹھا اور نور ہی نور ہو گئے۔

آیت نمبر ۱۷:"يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ.........."۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے نور کے مقابل پر اندھیرے کو جمع کے طور پر یعنی ظلمات کو رکھا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اندھیرے بہت ہوا کرتے ہیں۔ جب نور یعنی اسلام کا مقابلہ ظلمات کے ساتھ ہوتا ہے تو مخالفین نورِ واحد سے نکال کر عوام کو ظلمات کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے نور کو واحد اور ظلمات کو جمع استعمال فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى اس لئے ہمیشہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہماری ہر روز پہلے سے بہتر حالت ہو چنانچہ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں کہ "ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اگر وہ روزانہ ظلمت سے نکل کر نور کو نہیں جا رہا تو وہ مومن نہیں"۔

آیت نمبر ۱۸:"لَقَدْ كَفَرَالَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَالْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ.........."۔ علامہ ابن جریر طبری وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے السَّمٰوٰت کا لفظ جو جمع ہے استعمال کیا ہے لیکن (وَمَا بَيْنَهُمَا) یعنی ان دو کے درمیان کہا ہے اور (وَمَا بَيْنَهُنَّ) جمع کا صیغہ استعمال نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو دو نوع کے طور پر بیان کیا ہے یعنی جو کچھ ان دو قسم کی اشیاء کے درمیان موجودات ہیں"۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین اور **ان دونوں کے درمیان** ہے یہ صرف قرآن کریم کا کمال ہے کہ وہ **ان دونوں کے درمیان** پر زور دیتا ہے۔ یہ کسی دوسری مذہبی کتاب نے نہیں کیا۔ اب سائنسدانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ درمیان میں کوئی خلا نہیں بلکہ کچھ نہ کچھ بہر حال موجود ہے۔ اور اب تو تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تاریک مادہ یعنی جو چھپا ہوا ہے، کی مقدار اس روشن مادہ کی مقدار سے بہت زیادہ ہے جو دکھائی دے رہا ہے۔ تو قرآن کریم نے جو یہ کہا ہے کہ **ان دونوں کے درمیان** یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے کہ یہ اعجاز قرآن کریم کو عطا فرمایا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ از بورڈ میں اس آیت کے بارہ میں لکھا ہے کہ "اس آیت سے غیر احمدی یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے کیونکہ اس جگہ اِنْ شرطیہ آیا ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے آگے اُمَّهٗ بھی آتا ہے۔ اس صورت میں پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان کی والدہ بھی فوت نہیں ہوئیں، وہ بھی زندہ ثابت ہونگی بلکہ مَنْ فِي الْاَرْض یعنی ان کے زمانہ کے تمام لوگ بھی زندہ ثابت ہونگے"۔

درس القرآن ۱۵/دسمبر ۱۹۹۹ء (سورۃ المائدہ آیت ۱۹ تا ۲۸)

۱۵/دسمبر کو سورۃ المائدہ کا درس جاری رہا:

آیت نمبر ۱۹:"وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ.........."۔ اس آیت کے سلسلہ میں حضور انور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے آنحضرتؐ کی رسالت اور وحی پر ایمان نہ ہونے کی وجہ اُن کا تکبّر علم تھا۔ "صحف انبیاء اور صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ ہمارے پاس ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں۔ اس تکبّر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمۃ للعالمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفّٰی اور شیریں چشمہ جاری ہوا"۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

یہ عالمی عید جو جماعت کی طرف سے منائی جارہی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے دائرہ اور وسعتوں میں پھیلتی چلی جارہی ہے

کل عالم میں بیک وقت منائی جانے والی عید جس میں ایک صوتی اور تصویری رابطے کے ذریعہ ایک کروڑ آدمی شامل ہوں یہ ایک نیاباب ہوگا اسلام کی فتوحات میں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس طرح اس ساری دنیا کو ایک عالمی ملت میں تبدیل کیا جائے گاجو خوشیوں میں بھی اکٹھی ہوگی اور اپنی محنتوں اور جہاد کی کوششوں میں بھی اکٹھی ہوگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیدوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں عید اور عید سے وابستہ خوشیوں کا ایمان افروز اور روح پرور تذکرہ

خطبہ عید الفطر فرمودہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۱/فروری ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۱/تبلیغ ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

آج عید کا مبارک دن ہے جو خوشیوں کا دن ہے لیکن یہ خوشیاں اسلامی رنگ میں منائی جاتی ہیں اور اسلامی رنگ ہی میں منائی جائیں گی۔ تمام دنیا میں اس وقت جو احمدی احباب بھی ہماری اس عید کے ساتھ ٹیلی ویژن رابطہ کے ذریعہ شامل ہیں ان کو اور جو آج نہیں تو کل شامل ہونگے جبکہ دوسرے ایسے علاقوں میں بھی ویڈیوز پہنچیں گی جہاں ابھی تک براہ راست رابطہ نہیں ہے۔ ان سب کو میں اپنی طرف سے اور آپ سب کی طرف سے جو یہاں شامل ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور عید مبارک کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔

یہ عالمی عید جو جماعت کی طرف سے منائی جارہی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے دائرہ اور وسعتوں میں پھیلتی چلی جارہی ہے اور ایک دن ایسا آئے گا جبکہ، بعید نہیں کہ خدا کرے کہ ہماری زندگیوں ہی میں آئے کہ ہماری عید میں کروڑ احمدی یا اس سے زائد شامل ہونگے اور کل عالم پر بیک وقت منائی جانے والی عید جس میں ایک صوتی اور تصویری رابطے کے ذریعے ایک کروڑ آدمی شامل ہوں یہ ایک نیا باب ہوگا اسلام کی فتوحات میں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس طرح اس ساری دنیا کو ایک عالمی ملت میں تبدیل کیا جائے گا جو خوشیوں میں بھی اکٹھی ہوگی اور اپنی محنتوں اور جہاد کی کوششوں میں بھی اکٹھی ہوگی۔

آج کے خطبہ کے لئے میں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی سے کچھ ایسے نظارے اکٹھے کئے گئے ہیں جو آپ کے سامنے پیش کروں گا جن کا عید منانے سے تعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیسے عید منایا کرتے تھے تو وہ چند جھلکیاں ہیں جو آپ کے سامنے ہوں تو آپ کی عیدوں کو بھی پر رونق کر دیں گی اور آپ کی عیدوں میں بھی نور بھر دیں گی۔

صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین میں روایت ہے جو حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز کے دن حاضر ہوا۔ آپؐ نے خطبہ سے قبل نماز پڑھائی (جیساکہ ہم ہمیشہ اسی سنت کے مطابق خطبہ سے پہلے نماز پڑھاتے ہیں) جس سے پہلے نہ تو اذان دی گئی اور نہ ہی اقامت کہی گئی۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر آپ بلالؓ کا سہارا لیتے ہوئے کھڑے ہوئے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ آخری ایام کی عیدوں میں سے کوئی عید ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب جنگ احد کے بعد زخمی ہونے کی وجہ سے یا یہود ن کے زہر دینے کی وجہ سے کمزور ہوئے ہیں تو تب آپ نے سہارا لینا شروع کیا ورنہ کسی سہارے کی ضرورت نہیں تھی۔ تو بلال کے سہارے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو تقویٰ کی تاکید فرمائی اور اپنی اطاعت کی رغبت دلائی۔

تقویٰ کی تعلیم دی یہی سب سے بڑی عید ہے۔ عید میں جو باتیں رنگ بھرتی ہیں ان کی جان تقویٰ ہے۔ پس اگر عید تقویٰ سے منائی جائے تو خواہ اچھے کپڑوں میں ہو یا غریبانہ کپڑوں میں ہو وہی عید پُر رونق ہے کیونکہ "لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْر" پس عید کے دن تقویٰ کا ذکر فرمانا بتاتا ہے کہ تم اچھے کپڑے بے شک پہنو مگر ان کپڑوں میں رونق اور بہار تب پیدا ہوگی اگر اندر سے تقویٰ پھوٹے گا اور اس کی شعاعیں ان کپڑوں کو منور کر رہی ہونگی۔ تو آپ نے تقویٰ کی تاکید فرمائی اور اپنی اطاعت کی رغبت دلائی۔ فرمایا میری اطاعت ہی میں ساری زندگی ہے۔ تقویٰ کے مضمون کا ایک دوسرا رنگ یہ ہے کہ تقویٰ سچا ہو ہی نہیں سکتا اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت نہ ہو تو تقویٰ تو ایک اندر کا معاملہ ہے۔ تقویٰ کے آثار باہر کیسے دکھائی دیتے ہیں وہ اطاعت کے رنگ میں دکھائی دیتے ہیں۔

پس تقویٰ بذات خود ایک لباس نہیں ہے مگر اس کا لباس اطاعت ہے جو اطاعت کے رنگ میں ابھرتا ہے اور دکھائی دیتا ہے۔ یہ اس لئے سمجھنا ضروری ہے ورنہ تو کہہ دیتے ہیں کہ تقویٰ ہے۔ اندر ہوگا مگر وہ لباس کیسے ہوگا اگر دکھائی نہ دے۔ لباس تو وہ چیز ہے جو بدن کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور بیرونی آنکھ کو بھی دکھائی دیتا ہے۔ پس اندر کا تقویٰ، جو بدن اس لباس کے اندر ہے وہ تو لوگوں کو دکھائی نہیں دیتا، ہاں لباس دکھائی دیتا ہے۔ وہ لباس کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ میری اطاعت ہے تو میری اطاعت کرو گے تو دنیا کو تمہارا تقویٰ دکھائی دے گا۔ پھر مختصر نصیحت فرمائی جس کی تفصیل یہاں بیان نہیں ہوئی۔ مگر یہ بنیادی مرکزی باتیں ہیں جو اس روایت نے محفوظ کی ہیں۔

پھر آپ عورتوں کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی اور جو عورتوں کو نصیحت فرمائی اس میں کچھ نسبتاً زیادہ تفصیل بیان کی گئی ہے۔ "صدقہ دیا کرو۔ ورنہ تم اکثر جہنم کا ایندھن بننے والی ہو"۔ یہ جو اکثر کا لفظ ہے یہ بہت ہی ڈرانے والا ہے۔ تو عورتوں کو جب یہ کہا کہ تم صدقہ دیا کرو ورنہ اکثر تم جہنم کا ایندھن بننے والی ہو تو اس پر ایک سرخی مائل سیاہ رنگ خاتون اٹھیں جو ان میں سے بلند رتبہ معلوم ہوتی تھیں۔ یعنی کسی ایسی قبیلہ سے آئی تھیں جن کا رنگ سیاہی مائل تھا اور اس میں سرخی بھی جھلکتی تھی تو وہ اٹھیں اور سرداری کے آثار ان سے ظاہر تھے۔ انہوں نے عرض کیا "کیوں یا رسول اللہ!، ہم کیوں جہنم کا ایندھن بنائی جائیں گی؟" فرمایا "اس لئے کہ تم شکوے شکایت بہت کرتی ہو اور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو"۔

یہ جو ہے شکوے شکایت کرنا، ایک تو پیار اور محبت سے شکوے تو ہوتے ہی ہیں اس لئے شکوے تو جہنم میں نہیں لے جاتے مگر ایک ایسی عادت ہے جو بد قسمتی سے خواتین میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عمر بھر ان سے پیار کا سلوک کیا جائے اگر کسی جگہ بے احتیاطی ہو جائے تو بعض دفعہ کہتی ہیں کہ ساری عمر تمہارے سے ہم نے سکھ دیکھا ہی نہیں۔ تم تو ہو ہی ایسے۔ عمر بھر تم نے ہمیں تنگی میں ہی رکھا ہے۔ یہ جو فقرہ ہے یہ عام ہے اور مردوں میں یہ بہت کم دکھائی دے گا۔ عورتوں کی نزاکت جو طبیعت کی ہے اس میں یہ کمزوری داخل ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بہت درست فرمارہے ہیں مگر محض یہ بات جہنم کا ایندھن بنانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ایک اور بات بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں: "مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰه" جس نے بندوں کا شکرادا نہیں کیا وہ خدا کا بھی شکرادا نہیں کرتا۔ پس غور کی بات ہے یہ تو نہیں کہ گھر میں عورتوں نے شکوے کئے تو سیدھی جہنم میں چلی جائیں۔ مراد یہ ہے کہ اس مضمون کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دوسری نصائح کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو بات خوب کھل جاتی ہے کہ انسانوں کی ناشکری ایک بہت ہی بری عادت اور ایک ایسی عادت ہے جو خدا کی ناشکری تک پہنچا دیتی ہے اور جو خدا کی ناشکری ہو اس کے لئے تو جہنم ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بیان فرما کر جو اس کا حل بتایا وہ بھی اسی مضمون کو خوب کھول رہا ہے، مزید روشن کر رہا ہے۔ فرمایا صدقہ دو۔ خدا کے نام پر جب انسان قربانی پیش کرتا ہے تو اس کے تشکر کا بہترین اظہار ہے۔ یہ نہیں فرمایا خاوندوں کو کچھ دو۔ صاف کھل گیا کہ محض خاوند کی ناشکری پیش نظر نہیں تھی۔ اگر خاوند کی ناشکری ہی پیش نظر ہوتی اور وہی وجہ بنتی جہنم میں پہنچانے کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ فرماتے کہ ان کے حق مہر معاف کردو، ان کو کچھ اور عطا کرو۔ یہ ذکر ہی کوئی نہیں۔ فرمایا خدا کی راہ میں صدقہ دو۔ کہتے ہیں جب آپؐ نے یہ فرمایا تو خواتین نے اپنے زیورات، کانٹے، بالیاں، انگوٹھیاں اتار اتار کر بلال کی چادر پر پھینکنی شروع کیں جو بلال نے اس وقت پھیلا دی تھی اور کثرت سے زیور ڈالے گئے۔ احمدی خواتین کے لئے میں اس لئے

بیان نہیں کر رہا کہ وہ یہ کریں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج دنیا میں احمدی خواتین ہی ہیں جنہوں نے ان یادوں کو آج دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ دنیا بھر میں کہیں احمدی خواتین کی کوئی مثال دکھائی نہیں دے گی۔ آپ مشرق و مغرب کو چھان ماریں، چندے دینے والی خواتین بھی ملیں گی مگر وہ نظارے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عید کے نظارے ہیں یہ آج دنیا میں کسی نے پیش کئے ہیں تو احمدی خواتین نے پیش کئے ہیں۔ بارہا ایسا ہو چکا ہے اور کئی جو ایک دفعہ سب کچھ دے کر پھر زیور بناتی ہیں پھر جب خدا تعالیٰ کے نام پر کوئی تحریک کی جاتی ہے پھر وہ لٹا دیتی ہیں۔ تو اس لئے میں آپ کو ڈرانے کے لئے نہیں بلکہ آپ کو خوشخبری دینے کے لئے یہ بات سنا رہا ہوں کہ اللہ کرے آپ کے جذبے ہمیشہ زندہ رہیں اور آپ تقویٰ کے زیور سے آراستہ رہیں۔

اور جہاں آپ خدا کی راہ میں اظہار تشکر کے طور پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے زیور دیتی ہیں وہاں یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پہلی بات بھی آپ کے حق میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی ہے کہ تقویٰ اختیار کرو، تقویٰ ہی زیور ہے، تقویٰ ہی حقیقی رونق ہے۔ جو ہاتھ اللہ کی خاطر خالی ہوئے ہوں وہ خدا کی نظر میں تو بہت سج جاتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کی خاطر جو بھوکا رہتا ہے، مونہہ بند رکھتا ہے اس کی بُو بھی اللہ کو پیاری لگتی ہے۔ تو وہ ہاتھ خدا کی نظر میں بہت ہی خوبصورت اور پُررونق دکھائی دیتے ہیں جو خدا کی خاطر خالی ہوں۔ مگر یہ مراد نہیں ہے کہ عورتیں ہمیشہ زیور سے خالی ہو جائیں کیونکہ زیور عورت کا ایک حصہ قرار دیا گیا اور قرآن کریم نے زیور اور عورت کے مضمون کو اکٹھا باندھا ہے۔ ’’حِلْیَہ‘‘ میں پلنے والی چیز ہے۔ اس لئے ہرگز یہ مراد نہیں کہ زیور چھوڑ ہی بیٹھو، کچھ اپنے لئے نہ بناؤ، کچھ اپنے لئے نہ رکھو۔ مراد یہ ہے کہ جب بھی توفیق ملے تو اس زیور میں سے خدا کے نام پر کچھ نکالا کرو۔ اور کچھ نہیں تو ایک یہ بھی صدقہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اپنی غریب بہنوں کو، غریب بچیوں کو ان کی شادی کے موقع پر اگر اپنے زیور میں سے کچھ مستقل نہیں دے سکتیں تو عاریتاً دے دیا کرو۔ اور کچھ دیر وہ بھی پہن لیں، کچھ دیر ان کی زیور کی تمنا بھی پوری ہو جائے۔ یہ جو کچھ دینا ہے یہ دراصل حقیقت میں زندگی بھر کی خوشی دینے والی بات ہے کیونکہ عورتیں بھی کہاں زیور ہر روز پہنے پھرتی ہیں۔ ایک آدھ چوڑی لے لی، ایک آدھ بندہ پہن لیا، چند گنتی کے ایسے زیور ہیں جنہیں وہ روزمرہ استعمال کرتی ہیں۔ اور آج کل تو مصنوعی زیور بھی ایسے بن گئے ہیں کہ کوئی پوچھنے والی پوچھے تو پتہ چلے گا کہ اصلی ہیں کہ مصنوعی۔ ورنہ غریبانہ پہنچ میں بھی سجاوٹ کی روزمرہ کی چیزیں آ چکی ہیں تو مراد یہ ہے کہ اگر ایک انسان کسی کو شادی کے موقع پر کسی اچھے موقع پر اپنا زیور دے دے خواہ عارضی دے تو چند موقعے جو زندگی کے ہوتے ہیں جس میں امیر بھی پہنتی ہیں ان میں غریب بھی پہن لیں گی اور وہ بھی اس خوشی میں ساتھ شامل ہو جائیں گی۔ تو اس کے لئے دراصل یہ عارضی خوشی بھی ایک دائمی خوشی کا رنگ رکھتی ہے۔ موقعوں پر ہی تو ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے موقع محل کی مناسبت سے عارضی طور پر عورتوں کو نصیحت فرمائی کہ اپنا کچھ دے دیا کرو۔ خواہ بعد میں واپس لے لو۔ وہاں حدیث میں خواہ بعد میں واپس لینے کا لفظ تو نہیں ہے لیکن انداز یہ ہے کہ جیسے وقتی طور پر تمہاری بہن کو ضرورت پڑی ہے تو کچھ اس کی ضرورت بھی پوری کر دیا کرو۔ تو فرمایا کہ تم شکوے بہت کرتی ہو اور شکوے کا حل کیا بتایا، اس مصیبت سے نکلنے کا حل۔ فرمایا خدا کی راہ میں صدقہ دیا کرو۔ یہی روایت سنن نسائی کتاب صلوٰۃ العیدین میں بھی ہے اور باب قیام الامام فی الخطبۃ میں بھی یہی روایت درج ہے۔

ایک اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا عید منانے کا طریق صحیح بخاری کتاب العیدین میں یوں بیان ہوا ہے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے نماز پڑھاتے پھر سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔ لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے رہتے۔ آپ انہیں نصائح فرماتے، اچھے کاموں کا حکم دیتے اور دیگر اوامر سے مطلع فرماتے۔ اگر آپ کوئی لشکر بھجوانا چاہتے تو اسے بھجوانے کا اعلان فرماتے۔ یعنی عید والے دن میں چونکہ کثرت سے لوگ اکٹھے ہوتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ اب اس مہم پر اسلام کا ایک لشکر جانے والا ہے جو شامل ہونا چاہتا ہے شامل ہو اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم احکامات دیا کرتے تھے عموماً اس موقع پر ان کی دوبارہ تاکید فرمایا کرتے تھے اور اس کے بعد پھر آپ واپس تشریف لے جاتے۔

پس ایک جگہ خواتین کے پاس جانے کا ذکر ہے عید کے بعد۔ دوسری جگہ یہ ہے واپس تشریف لے جاتے۔ مختلف لوگوں نے مختلف صورتوں میں دیکھا ہے اور عید چونکہ اس زمانے میں بھی، اب بھی بہت پھیلی ہوئی ہوتی ہے اور کثرت سے لوگ آتے ہیں اس لئے ضروری نہیں کہ ہر شخص ہر چیز پوری دیکھ لے۔ جو قریب ہے وہ زیادہ دیکھ لیتا ہے جو دور ہے وہ نسبتاً کم دیکھتا ہے۔

عید کے بعد کے جو مناظر ہیں وہ بھی روایات میں محفوظ ہیں۔ سارے تو نہیں مگر کچھ نہ کچھ ایسے دلکش نظارے ہیں جو آپ کے سامنے اس وقت رکھتا ہوں۔

☆...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ عید کا دن تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت میرے پاس دو بچیاں جنگ بعاث کے واقعات پر مشتمل گیت گا رہی تھیں۔ عربوں کے روایتی گیت تھے اور اس کے ساتھ کچھ میوزک انسٹرومنٹ (Music Instruments) تھے جن کے ساتھ وہ گا رہی تھیں۔ یعنی وہ جیسے مضراب وغیرہ یا ساز ہیں یہ تفصیل بیان نہیں ہوئی کیا تھے لیکن کچھ ساز ایسے تھے جو عربوں میں رائج تھے وہ بھی ساتھ بجا رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف لائے، مونہہ دوسری طرف کر کے لیٹ گئے اور سنتے رہے۔ تھوڑی دیر میں حضرت ابوبکر آئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انہوں نے مجھے ڈانٹا کہ نبی ﷺ کے پاس شیطانی آلات بجائے جا رہے ہیں۔ اب یہ جو لفظ ہے ’’شیطانی آلات‘‘ اس کا اصل میں حوالہ ایک اور حدیث میں ہے۔ ایک دفعہ دور سے غالباً بنسری یا کسی اور چیز کی آواز آ رہی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق روایت ہے کہ آپؐ نے دونوں انگلیاں کانوں پر رکھ کر کہا کہ یہ شیطانی آوازیں آ رہی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ شیطانی ان معنوں میں ہے کہ ہمیشہ کے لئے وہ بند ہے یا اس زمانے کے شیطانی رواجات جو ان گانوں کے ساتھ ہوا کرتے تھے، محافل ہوتی تھیں اور مختلف میلوں کے موقع پر گانے بھی گائے جاتے تھے، ساز بھی بجائے جاتے تھے اور دیگر شیطانی حرکتیں کی جاتی تھیں۔ یا یہ بھی معنی ہے کہ آئندہ شیطان نے ان ہتھیاروں کو بہت کثرت سے استعمال کرنا ہے اور ساری دنیا کے معاشرے کو میوزک کے ذریعے تباہ اور ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ کی بجائے انسانی فطرت ان مصنوعی نغموں میں پڑ کر ان ہی میں اپنی جان گنوا بیٹھے گی۔ یہ بھی ایک پیشگوئی کا رنگ تھا۔

مگر اس کے برمحل استعمال کے متعلق اب یہ حدیث ہے کہ جب برمحل استعمال ہو اور شاذ کے طور پر ہو تو یہ فطرت کے خلاف نہیں ہے۔ پس حضرت ابوبکرؓ کے ذہن میں غالباً ایسی کوئی باتیں ہونگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی موجودگی میں حضرت عائشہؓ کو مخاطب کر کے یہ کہنا صاف بتا رہا ہے کہ آپ نے یہ اندازہ لگایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم طبیعت کے لحاظ سے بہت شرمیلے ہیں اور کسی کی دلشکنی کے ہر موقعہ پر احتراز فرماتے ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ناپسند تو کر رہے ہوں اور چونکہ منہ دوسری طرف تھا اس سے شاید یہ اندازہ لگایا ہو کہ ناپسندیدگی کا اظہار ہے اور عائشہؓ کو سمجھ نہیں آئی۔

لیکن اس میں ایک اور پہلو بھی ہے کہ اگر شرعاً ناجائز سمجھتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طبیعت کی حیا کبھی بھی اس بات میں مانع نہیں بنی۔ ایک پسند ناپسند کی بات، ہلکے انداز کا قصور جو لمم سے ملتا جلتا ہو یہ اور بات ہے مگر لمم نہیں لمم سے ملتا جلتا ہو اس کے قریب تر مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے آپ کے گھر میں آپ کی زوجہ مبارکہ شریعت کی خلاف ورزی کر رہی ہوں اور رسول اللہ ﷺ منہ دوسری طرف کر کے لیٹ جائیں یہ ناممکن ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بھی سمجھا بہرحال اپنی بیٹی کو نصیحت کی کہ ہیں! محمدؐ رسول اللہ کے گھر میں یہ شیطانی آلات بجائے جا رہے ہیں۔ اس پر حضورؐ حضرت ابوبکرؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ان بچیوں کو کچھ نہ کہو۔ جب حضور کی توجہ ہٹی تو پھر میں نے اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں کہ جاؤ اب ٹھیک ہے اور یہ عید کا دن تھا۔

اور عید ہی کے دن کہتی ہیں کہ حبشی نیزوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے۔ میرے پوچھنے پر یا فرماتی ہیں کہ شاید از خود پوری طرح یاد نہیں کہ میں نے پوچھا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا اپنے طور پر خیال آیا اور از خود ہی مجھے فرمایا تو دیکھنا چاہتی ہے؟۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ اس پر آپؐ نے مجھے اپنی اوٹ میں کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا۔ اب یہ بھی دیکھیں کہ کتنا ایک پاکیزہ نظارہ ہے۔ اور ان مولویانہ دماغ والوں کے لئے ایک سبق ہے اس میں کہ بعض تو کوئی لوگوں کے سامنے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ لے یا سیر پر جاتے ہوئے یا بعض دفعہ ائرپورٹ پر یا کسی جگہ تو مولویوں کی طبیعتیں بھڑک اٹھتی ہیں کہ دیکھو یہ کیا حرکت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک حبشیوں کا نظارہ دیکھ رہے ہیں، لوگ اور بھی ہیں، اس طرح نظریں پڑتی ہونگی۔ اگرچہ مسلمانوں کی تو پڑتی ہونگی تو جھک بھی جاتی ہونگی مگر آج بھی تو مسلمان ہی ہیں جو اعتراض کرتے ہیں، ان کی نظریں کیوں نہیں جھک جاتیں۔ سوال یہ ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دیکھ رہے تھے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس طرح دیکھا کہ اوپر سے سر آگے نکالا ہوا اور گال سے گال لگا ہوا تھا۔ کہتی ہیں اس طرح مجھے کھڑا کیا رخسار پر رخسار تھا۔........ آپ انہیں کہتے تھے اے بنی ارفدہ اپنا کھیل جاری رکھو۔ وہ رکتے رہے تو فرمایا نہیں جاری رکھو، جاری راکھو۔ یہاں تک کہ جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا کافی ہے؟۔ میں نے عرض کی ہاں۔ فرمایا چلی جاؤ۔ تو یہ ایک عید منانے کا انداز تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عید کے بعد وقت گزارا اس کا ایک نظارہ ہے۔

☆...... سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان کے دو دن وہ ہر سال منایا کرتے تھے۔ یعنی مدینہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف لائے ہیں تو اہل مدینہ کی بھی دو عیدیں ہوا کرتی

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICAL NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

خطبہ جمعہ

جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے جبکہ اس کا پڑھنا اس کے لئے بڑا مشکل ہے تو اس کے لئے دھرا اجر ہوگا

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے تم بھی اسے غم ہی کی حالت میں پڑھا کرو۔

احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے قرآن مجید کے فضائل و برکات و تاثیرات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۶/نومبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۶/نبوت ۱۳۷۸ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العلمين – الرحمٰن الرحيم – ملك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا﴾. (سورة بنی اسرائيل آيت ١٠)

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے یقیناً یہ قرآن اس (راہ) کی طرف ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ قائم رہنے والی ہے اور ان مومنوں کو جو نیک کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر (مقدر) ہے۔

قرآن کریم کے تعلق میں اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اور رمضان شریف بھی قریب آرہا ہے اور تلاوت قرآن کریم پر بہت زور ہوگا میں نے چند اقتباسات احادیث کے چنے ہیں جو قرآن کریم کی عظمت کو دلوں پر گہری طرح جماتی ہیں اور کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہیں جو میں نے چنے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ خطبہ ان تمام اقتباسات کے لئے کافی نہ ہو تو جو بقیہ بچیں گے وہ انشاء اللہ اگلے خطبہ میں پیش کر دئے جائیں گے اور اگلے خطبہ کے ساتھ ہی پھر اس کے بعد رمضان کا شروع ہونے والا خطبہ بعد میں آنے والا ہے ان دونوں کو اکٹھا انشاء اللہ تعالیٰ ملا دوں گا۔

پہلی روایت جو پیش کی جارہی ہے یہ ترمذی کتاب فضائل القرآن سے لی گئی ہے۔ ابو سعید سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "رب عزّ و جلّ فرماتا ہے کہ جسے قرآن کریم اور میرے ذکر نے مجھ سے مانگنے سے باز رکھا تو جو کچھ میں مانگنے والوں کو دیتا ہوں اس میں سے بہترین اسے دوں گا"۔ اب مانگنے سے باز رکھا یہ بہت ہی اہم نکتہ ہے جس کو سمجھ لینا چاہئے۔ مراد یہ ہے کہ بعض لوگ ذکر الٰہی میں ایسے مصروف رہتے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت میں کہ ان کو اپنے لئے مانگنے کی ہوش ہی نہیں ہوتی اور ذکر الٰہی کا مضمون ہر وقت دل پہ طاری رہتا ہے تو ایسے لوگوں کے لئے مانگنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی احتیاج کو جانتا ہے، اللہ جانتا ہے کہ ان کو کیا ضرورت ہے۔

جیسے حضرت موسیٰ کی یہ خاص دعا جو میں ہمیشہ بڑی محبت سے ذکر کیا کرتا ہوں "رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ" اے خدا میں تو فقیر بنا بیٹھا ہوں مگر اس کے لئے جو تو جانتا ہے کہ مجھے ضرورت ہے۔ مجھے تو اپنی حاجتوں کا بھی علم نہیں۔ تو اس لئے ذکر الٰہی میں مشغول رہنا اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنی زندگی گزارنا اور مانگنے کا وقت بھی نہ رہنا یا مانگنے کا خیال ہی نہ آنا یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتی ہے اور فرماتا ہے کہ میں اسے بہترین اجر دوں گا۔ جتنے مانگنے والے لیتے ہیں اس سے بھی زیادہ اجر ان کو دوں گا۔ "جو کچھ میں مانگنے والوں کو دیتا ہوں اس میں سے بہترین اسے دوں گا"۔ یہ الفاظ ہیں "اور کلام اللہ کے ہر دوسرے کلام پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اس کی تمام مخلوق پر"۔

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے اللہ کے بھی عزیز ہوتے ہیں"۔ لفظ اہل استعمال ہوا ہے اور اہل سے مراد بچے بھی ہو سکتے ہیں خاندان والے بھی ہو سکتے ہیں مگر بچے اور خاندان والے تو اللہ تعالیٰ کے ہوتے کوئی نہیں اس لئے اس کا اردو میں بہترین متبادل ترجمہ عزیز ہے، اللہ کے لئے عزیز ہوتے ہیں، اس کے پیارے اپنوں کی طرح ہوتے ہیں۔ تو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے اللہ کے بھی عزیز ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ ان میں سے اللہ کے عزیز کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا قرآن والے اللہ کے عزیز ہیں اور اس کے خاص بندے ہیں"۔ وہ جو قرآن سے محبت کرتے ہیں وہ قرآن والے ہیں جو خدا کو عزیز ہیں۔

بخاری کتاب فضائل القرآن سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ "حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ ہے جس نے خود قرآن کریم پڑھا اور دوسروں کو پڑھایا"۔ تو اس کثرت سے جماعت میں خدا کے فضل سے قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے والے موجود ہیں اور خاص طور پر عورتوں کو اس کا بہت شوق ہوتا ہے اور بہت سی عورتیں میں جانتا ہوں بکثرت عورتیں ہیں جماعت میں جن کا شغل ہی یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھیں اور آگے لوگوں کو پڑھائیں۔ بہت سے ہمارے بچے ہیں جو ان عورتوں سے پڑھ کر جوان ہوئے ہیں اور بچپن ہی سے قرآن کریم کی محبت ان کے دل میں داخل ہو گئی ہے۔

تو اس سلسلہ میں میں نصیحت کرتا ہوں خواتین کو کہ پڑھنا، ظاہری طور پر پڑھ لینا اور اس کو آگے پڑھانا کافی نہیں ہوا کرتا کوشش کریں کہ قرآن کریم کے مفاہیم کو سمجھیں اور جب بچوں کو پڑھائیں تو ان کے دل میں بھی قرآن کا مفہوم اترے۔ اس سے عام پڑھانے کی نسبت زیادہ ثواب ملے گا اور درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو توفیق عطا فرماتا رہتا ہے۔ ان خواتین کی اپنی تربیت ہو گی اور مرنے سے پہلے پہلے قرآن کریم کے بہت سے مفاہیم ان کے دل پر روشن ہو چکے ہونگے۔

حضرت زید سے روایت ہے صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین میں یہ کہتے ہیں کہ "انہوں نے ابو سلام سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوامامہ الباہلی نے مجھے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے بطور شفیع آئے گا"۔ قرآن کریم بھی بطور شفیع آئے گا، رسول اللہ ﷺ بھی بطور شفیع ہونگے، ان دونوں کا فرق کیا ہے؟ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو شفیع ہیں بالارادہ اور قرآن کریم ان معنوں میں شفیع ہوگا جن معنوں میں آپ آخر پر قرآن کریم کی تلاوت ختم کرنے کے بعد یہ دعا کرتے ہیں 'وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ' کہ اے میرے اللہ اس کتاب کو میرے حق میں حجت بنا دے۔ گویا مطلب یہ ہے کہ میں نے اس کے سارے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کی ہے تو یہ قرآن میرے حق میں گواہی دے دے۔ پس ان معنوں میں قرآن کریم شفیع ہوگا ورنہ بالارادہ شفاعت تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سب شفیعوں سے زیادہ عطا کی گئی ہے۔

ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ "براء بن عاذب سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو"۔ قرآن تو زینت بخشنے والا ہے، قرآن کو تو زینت نہیں بخشی جا سکتی مگر جب اچھی آواز سے تلاوت کی جائے تو زیادہ گہرا اثر پڑتا ہے تو ان معنوں میں قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو یعنی زیادہ اچھی آواز میں تلاوت کرنے والا دوسرے کے دل پر زیادہ گہرا اثر ڈالتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بخاری باب حسن الصوت بالقرآءۃ سے روایت لی گئی ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں کہ "آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا: قرآن مجید سناؤ۔ مَیں نے حیران ہو کر عرض کیا کہ حضور، یا رسول اللہ! مَیں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن آپؐ پر نازل کیا گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا دوسرے سے قرآن سننا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ تب مَیں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی۔ جب مَیں

اس آیت پر پہنچا کہ ''کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر تجھے گواہ بنائیں گے''۔ تمام انبیاء اپنی اپنی امت کی گواہی دیں گے اور ان سب سے بالا گواہی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہوگی جو باقی نبیوں پر بھی ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا بس! بس! تلاوت ختم کرکے جب مَیں نے آپؐ کی طرف دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری تھی''۔ اس بات پر ٹپ ٹپ آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ کیا وقت ہوگا جب میں قیامت کے دن سب نبیوں پر بھی گواہ ٹھہروں گا۔

ترمذی کتاب فضل القرآن سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن کو ایسے طور پر پڑھتا ہے کہ وہ اس کی قراءت میں ماہر ہے تو وہ معزز سفر کرنے والے نیکوکاروں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے جبکہ اس کا پڑھنا اس کے لئے بڑا مشکل ہے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہوگا''۔ اب قرآن کریم کو پڑھنا مشکل ہے یہ مسئلہ ہے سوچنے والا۔ قرآن کریم جس کے لئے آسان ہے اس کو تو اجر مل گیا۔ جس کے لئے مشکل ہے اس کو دوہرا اجر کیسے مل سکتا ہے۔ تو اس مشکل کے زمانہ کو آج کے زمانہ میں اس طرح بھی آپ سمجھ سکتے ہیں کہ احمدیوں کو قرآن کریم کی تلاوت کی پاکستان میں اجازت نہیں ہے اور جب وہ تلاوت کرتے ہیں تو اس کی سزا بھی بھگتتے ہیں۔ پس قرآن کی تلاوت جب مشکل ہو اس وقت ادا کرنا بہت ہی بڑا کام ہے۔

دوسرے بعض دفعہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے بھی تلاوت مشکل ہو جاتی ہے۔ تھکا ہوا انسان اس وقت اگر زور لگا کر قرآن کریم کی تلاوت کرے اور اسے قائم کرے تو یہ ایک دوہرے اجر کا موجب بات ہوگی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث میں بہت سے بطون ہیں۔ جس طرح قرآن کریم کی آیات کے بطون ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں میں بھی درجہ بدرجہ اور گہرے معانی ملتے چلے جاتے ہیں اگر آپ ان کو تلاش کریں۔

بخاری کتاب فضائل القرآن۔ ''زُہری کہتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دو شخصوں کے علاوہ کسی پر حسد جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے کتاب (یعنی قرآن کریم) عطا فرمایا اور وہ اس کو رات کی گھڑیوں میں کھڑا رہ کر پڑھتا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اُسے دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے''۔

حسد کا لفظ سمجھانے والا ہے کیونکہ قرآن کریم میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ حاسد کے شر سے ہمیں بچا۔ اصل میں رشک لفظ ہے جو اس کے لئے اردو میں استعمال ہوتا ہے اور وہ مناسب ہے۔ حدیث میں حسد ہی لفظ لکھا ہوا ہے مگر بمعنی رشک۔ مطلب یہ ہے کہ حسد میں تو انسان چاہتا ہے کہ دوسرے کا برا ہو، اسے یا نیچا کرے یا اس سے ویسے اونچا نکل جائے لیکن اس کے بل پر اونچا نکلے جیسے کسی کے سر پر کوئی کھڑا ہو جائے۔ رشک کے یہ معنی بالکل نہیں ہیں۔ رشک کا مطلب ہے کسی کو اچھا دیکھ کر اس کے لئے بھی دعا کرو اور اپنے لئے بھی دعا کرو، یہ رشک ہے۔ تو عربی میں غالباً حسد کا لفظ ان معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے میں نے اردو میں ترجمہ اس کا رشک کیا ہے۔

ایوب بن موسیٰ بیان کرتے ہیں اور یہ ترمذی کتاب فضائل القرآن سے حدیث لی گئی ہے کہ ''مَیں نے محمد بن کعب القُرَظِیّ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کا بدلہ دس گُنا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک الگ حرف ہے اور لام ایک الگ حرف اور میم ایک الگ حرف ہے''۔ تو الف لام میم کے جو معانی ہیں ان حرفوں کے نتیجہ میں وہ بھی الگ الگ حرف کے طور پر شمار ہونگے اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نیکی عطا فرمائے گا۔

ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ اب یہاں مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس چیز سے دس گنا۔ ایک تو عام نیکی کا بدلہ ہے کہ جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ بدی کا بدلہ اتنا ہی دوں گا جتنی بدی ہے اور نیکی کا بدلہ دس گنا بڑھا کر۔ لیکن قرآن کریم کی دوسری آیات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جو درجہ ہے یہ اتنا بڑھایا جا سکتا ہے کہ سات سو گنا اور جس کے لئے اللہ چاہے اس کے لئے اس سے بھی زیادہ بڑھا دے۔ پس یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ہماری تلاوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تلاوت ایک ہی جیسی ہوگی یا ہم میں سے ہر ایک کی تلاوت ایک جیسی ہوگی۔ وہ درجہ بدرجہ دل کے اندر پیدا ہونے والے جذبات سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ اگر تلاوت ایسی ہو جو دل کو ہلائے اور دل میں ایک لرزہ پیدا کرے اور قرآن کریم کی عظمت دل میں بٹھائے تو یہ تلاوت جو ہے یہ وہ تلاوت ہے جو دس گنا چھوڑ کے سینکڑوں گنا بڑھ سکتی ہے یعنی سات سو گنا تک تو ذکر ہے اور ساتھ یہ ذکر ہے کہ اللہ جس کو چاہے اس سے بھی زیادہ بڑھا سکتا ہے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور چند اقتباسات انشاءاللہ اگلے خطبہ کے لئے رکھ دئے گئے ہیں اور امید ہے کہ انہی اقتباسات پر ہی آج اکتفاء کی جائے گی۔ ملفوظات جلدسوم صفحہ ۱۵۲۔ ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے، تم بھی اُسے غم ہی کی حالت میں پڑھا کرو۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی کا بہت بڑا حصہ غم واَلم میں گزرا ہے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو غم کیا تھا اور کس کا تھا؟ سوال یہ ہے۔ ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے اس میں پہلوں کا غم مراد ہے کہ گذری ہوئی قومیں اپنے بد اعمال کے نتیجہ میں ہلاک کر دی گئیں۔ ان کا بھی آپ کو غم تھا اور جو آنے والی قومیں تھیں جنہوں نے ہلاک ہو جانا تھا ان کا بھی آپ کو غم تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں عیسائیوں کے متعلق، ان کے شرک کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غم کا بیان ہے اور ایک آیت ہے جو ہر پہلے اور دوسرے غم پہ چسپاں ہوتی ہے ' لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا' کہ تو ان کفار کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا۔ اتنا صدمہ ہے تجھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا غم پہلوں کے لئے بھی تھا اور آخرین کے لئے بھی تھا اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں زندگی کا بہت بڑا حصہ غم والم میں گزرا ہے۔ پس قرآن کریم کو اگر دردناک آواز سے پڑھا جائے تو یہ زیادہ مناسب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑدو کہ تمہاری اِسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم''۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۳)

کتابیں تو اور بھی ہیں اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کُل چار کتابیں ہیں۔ ''چار کتاباں عرشوں اتریاں'' پنجابی میں محاورہ ہے لیکن وہ کتابیں اب پرانی ہو چکی ہیں اور ان کی جو بہترین تعلیم ہے وہ ساری قرآن کریم میں آچکی ہے صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُوْسٰى میں جو کچھ بھی رکھنے والی باتیں تھیں وہ تمام کی تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عطا فرما دی ہیں۔ تو اس پہلو سے آپ فرماتے ہیں ''نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم''۔

پھر اسی مضمون کو بہت زور دار الفاظ میں ایک اور جگہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۶۷ حاشیہ در حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۵۷)۔ ''اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے''۔

یہ عبارت تو بالکل واضح ہے مگر بعض لوگوں کو چونکہ اردو نسبتاً کم آتی ہے، مشکل ہوتی ہے اس لئے ان کو سمجھانے کی خاطر میں اس کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ ''اتم و اکمل''۔ اتم سے مراد ہے جس پر ساری نعمتیں مکمل طور پر تمام ہو چکی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سب نعمتیں مکمل طور پر تمام ہو گئیں اور اکمل ان معنوں میں کہ آپ کی تعلیم سب کتابوں سے زیادہ اکمل ہے۔ دنیا بھر میں کوئی کتاب بھی ایسی نہیں جس میں تمام کمالات جمع ہوئے ہوں اور پہلوں کے کمالات میں نے میں ایک حدیث بیان کر چکا ہوں۔ حدیث میں بیان کردہ باتیں آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں۔ قرآن کریم میں جو کمالات اکٹھے ہوئے ہیں اس سے پہلے جتنی بھی نبیوں کی کتابیں نازل ہوئی ہیں اب ان کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ وہ سارے کمالات قرآن کریم میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔

پھر فرمایا ''اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں''۔ اصل میں اس دنیا میں کئی قسم کے ظلماتی پردوں میں انسان رہتا ہے نفس کی انانیت میں چھپا ہوا ہوتا ہے اپنی بڑائی میں، دوسری چیزوں میں، یہ سب ظلمات ہیں۔ دلچسپیاں غیر چیزوں میں ہو جاتی ہیں تو قرآن کریم کی تلاوت اگر گہرے طور پر کی جائے تو سب ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اس جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ ''اور قرآن کریم جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں''۔ اب یہ دیکھیں اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ قرآن کریم میں جو حقانی علوم اور معارف ہیں وہ دنیا کی کسی کتاب میں بھی نہیں۔ پہلی کتب کو بھی دیکھ لیں، آنے والی کتب کو بھی دیکھ لیں، قرآن کریم میں ان سب کے متعلق کچھ بیان موجود ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ Genetics کے متعلق بھی قرآن کریم میں علم موجود ہے اور شیطان نے جو اس

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

زمانہ میں تبدیلیاں پیدا کرنی تھیں مخلوق کے اندر اس کا بھی قرآن کریم میں ذکر موجود ہے۔ غرضیکہ کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو علم سے تعلق رکھتا ہو جس کا بیج قرآن کریم میں نہ ہو۔ وہ ذکر ضرور مل جائے گا اگر آپ تلاش کریں اور تلاش کرنے کی آنکھ ہو۔ ''اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے''۔ یعنی انسان کے اندر جو بشری کمزوریاں ہیں ان سے بھی دل پاک ہوتا ہے۔ اور پھر ''حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے''۔ قرآن کریم سے صرف یہ یقین پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی ہے، کوئی ضرور خدا ہوگا۔ قرآن کریم خدا سے ملا دیتا ہے اور چونکہ ملا دیتا ہے اس لئے حق الیقین تک پہنچاتا ہے۔

پھر الحکم ۶؍مئی ۱۹۰۸ء میں یہ عبارت درج ہے: ''ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف کو ہی خاتم الکتب یقین کرے اور اُسی شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دنیا میں لائے تھے اسی کو ہمیشہ تک رہنے والی مانے۔ اور اس میں ایک ذرّہ بھر اور ایک شوشہ بھی نہ بدلے۔ اور اس کی اتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھودے اور اپنے وجود کا ہر ذرّہ اس راہ میں لگائے۔ عملاً اور علماً اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرے تب پکا مسلمان ہوتا ہے''۔

اب اسلام کا دعویٰ کرنے والے یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ چاہے قرآن کریم کے سارے احکام کو توڑ دو صرف خاتم النبیین مان لو یعنی قرآن کریم کی ایک آیت کو مان لو اور اس کے وہ معنی مانو جو ہم کہتے ہیں ورنہ تم جہنم میں جاؤ گے اور اگر قرآن کریم کی صرف ایک آیت مانو اور ہر حکم توڑ دو، جیسا کہ پاکستان میں ہو رہا ہے۔ گناہ کا تو حال ہی کوئی نہیں رہا۔ بچے اغوا کرو، عورتوں کے ساتھ بے حیائی کرو، بچوں کے ساتھ بے حیائی کرو، ظلم کرو، سفاکی کرو، چھوٹے چھوٹے بچوں کو آگ میں ڈال دو، خودکشیاں کرو۔ مولوی کہتا ہے پاکستان میں، کہ یہ ساری چیزیں جائز ہیں صرف ایک ختم نبوت کا وہ معنی مانو جو ہم کرتے ہیں گویا سارا قرآن ایک طرف اور ایک آیت ایک طرف اور اس آیت کے بھی صرف وہ معنی جو مولوی کرتے ہیں اور پھر سب بے حیائیاں جائز ہیں۔

تو پاکستان میں آج کل جو ہو رہا ہے وہ یہی بے حیائیاں ہیں۔ ظلم، سفاکی، لوگوں کے پیسے مارنا اور کھانا۔ اب ہمارے جنرل مشرف صاحب اگر اتنا ہی کام کردیں کہ جو غریبوں کے پیسے کھائے ہوئے ہیں بنی نوع انسان نے وہاں لوگوں نے، بنی نوع انسان کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے جو لوگوں نے پیسے کھائے ہوئے ہیں وہی واپس دلوادیں تو بڑی نیکی ہوگی۔ مگر اس کے نتیجہ میں دشمنی بہت پیدا ہو رہی ہے۔ تو مجھے اپنی غرض نہیں ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس ملک میں شرافت اور دیانت ہو اور جو تعریف کر رہے ہیں وہ اسلام کی وہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس حد تک پاکستان پر اثر کرنے والی ہو مگر اب تک تو اس بات پر قائم ہیں کہ اسلام وہی ہے جو شرافت ہے اگر شریفانہ زندگی بسر کرتے ہیں تو تم مسلمان ہو اور اگر بے حیا زندگی بسر کر رہے ہو تو تمہیں مسلمان کہنے کا اپنے آپ کو کوئی حق نہیں۔ تو اس پہلو سے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں احمدی سچے مسلمان ہیں مگر خدا کرے کہ باقیوں کو بھی یہ بات دکھائی دے جائے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء۔ ''جو شخص قرآن شریف کو چھوڑتا ہے سب کچھ چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف میں سب باتیں موجود ہیں۔ اوّل آخر کے لوگوں کا اس میں ذکر موجود ہے''۔ ''اول آخر کے لوگوں کا اس میں ذکر موجود ہے'' یہاں مراد ہے اصل میں اول و آخر۔ اول آخر سے مراد یہ نہیں کہ سب سے پہلے تو آخرین کا ذکر ہے بلکہ مراد یہ ہے جو پہلے گزر گئے ہیں ان کا بھی قرآن کریم میں ذکر موجود ہے جو آخر پر آنے والے ہیں ان کا بھی ذکر موجود ہے۔ ''وہ معارف سے بھرا ہوا ہے اور عین اعتدال کا مذہب ہے۔ فطرت انسانی کی ہر ایک شاخ اور اس کے ہر ایک پہلو کا علاج اس میں درج ہے''۔

''فطرت انسانی کی ہر ایک شاخ اور اس کے ہر ایک پہلو کا علاج اس میں درج ہے''۔ یہ چھوٹے چھوٹے فقروں میں گویا کوزوں میں سمندر بند کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فطرت انسانی کو اللہ کی فطرت قرار دیا ہے۔ اس کی ہر شاخ موجود ہے قرآن کریم میں، اور مومن کو اس کی ہر شاخ سے استفادہ کرنا چاہئے، اس کی ہر شاخ کے پھل کھانے چاہئیں۔ اور ہر ایک پہلو کا علاج بھی اس میں درج ہے۔ اب جتنی بھی بیماریاں ہیں روحانی یا جسمانی ان سب کا علاج ہے۔ روحانی بیماریاں تو ظاہر ہے کہ قرآن کریم میں اس کا علاج ہے ہی، جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔ سورۃ فاتحہ کو جو شفا فرمایا گیا ہے اس کے متعلق یہ قطعیت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں سورۃ فاتحہ کی برکت سے ایک ایسے چیف کو جو مسلمانوں میں سے بعض عرب جو سفر کر رہے تھے ان کے دشمن قبیلوں سے تعلق رکھتا تھا، اس کو شدید سر درد تھی۔ ایسی کہ کسی دوا سے آرام نہیں آرہا تھا۔ یہ بیچارے بھوک کے مارے ہوئے، براحال، مجبور ہوگئے کہ اپنے دشمن قبیلے میں جائیں اور انہوں نے پکڑ لیا اور چیف کے سامنے پیش کر دیا اور عام طور پر یہی ہوتا تھا کہ ان کو قتل کرنے کا حکم ملا کرتا تھا۔

چیف اس قدر شدید سر درد میں مبتلا تھا کہ کوئی دوا کام نہیں آرہی تھی اس نے کہا اچھا میں تمہیں چھوڑ بھی دوں گا کھانا بھی دوں گا اس شرط پر کہ میری سر درد ٹھیک کر دو۔ ان کو قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ یاد تھی اور یہ بھی سنا ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورۃ فاتحہ میں صرف روحانی شفا نہیں جسمانی شفا بھی ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے پانی منگوایا سورہ فاتحہ دم کی اور اس کو پانی پلا دیا۔ ایسا اثر ہوا کہ جیسے درد تھی ہی نہیں، پانی پیتے ہی کلیۃً درد غائب ہوگئی۔ اس پر اس نے تعجب سے کہا کہ مجھے تو کوئی درد نہیں ہے۔ ان کو کھانا وانا کھلایا، ان کی عزت افزائی کی، گوشت ساتھ کیا اور ساتھ بکری بھی دی یا کوئی اور جانور کھانے والا، بھیڑ یا بکری، اور کہا کہ اب تم خوشی سے اپنے گھر جاؤ۔

ان کی آپس میں بحث چل پڑی۔ ایک نے کہا قرآن کریم میں تو آتا ہے کہ قرآن کریم کی آیتوں کا بیچنا جائز نہیں، ہم نے سورۃ فاتحہ گویا بیچ دی۔ دوسرے نے دلیل دی کہ دیکھو یہ بیچنا نہیں ہے اول تو بیچنے میں شرط ہوا کرتی ہے ہم نے ہرگز اس سے کوئی شرط نہیں لگائی تھی۔ دوسرے قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ میں شفا ہے اس کا اثر ہم دیکھ چکے ہیں اس کے نتیجہ میں جو کچھ دیتے ہیں وہ حلال ہے، جائز ہے، ہرگز حرام نہیں۔ یہ بحث کرتے کرتے دونوں آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جا کے پوچھا کہ کیا ہے اس میں کون سچا ہے؟۔ رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا لائے ہو کچھ ہے کھانے والا تو جو گوشت اس نے دیا تھا وہ ٹکڑے پاس تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا۔ آپ نے مسکرا کے وہ کھایا اور کہا کہ یہ حرام نہیں ہے۔ حرام ہوتا تو میں کیوں کھاتا۔ تو قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ میں ایک ظاہری شفا بھی ہے اور روحانی شفا بھی ہے اور ہر شفا موجود ہے اگر اس سے استفادہ کیا جائے۔ اس قسم کے اور بہت سے ذکر لمبے میرے ذہن میں ہیں جو بیان کئے جاسکتے ہیں مگر اس وقت، وقت اجازت نہیں دیتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، الحکم ۳۱؍جنوری ۱۹۰۱ء۔ ''کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے''۔ پھر فرماتے ہیں ''یاد رکھو کہ جس نے قرآن کریم کے الفاظ اور فقرات کو جو قانون ہیں ہاتھ میں نہیں لیا اُس نے قرآن کا قدر نہیں سمجھا''۔ (الحکم ۱۷؍نومبر ۱۹۰۰ء)۔ قرآن کریم ایک قانون کی کتاب ہے اور اس کو محض تبرک کا پڑھنا برکت تو دیتا ہے مگر ان لوگوں کو جو اس کے قانون کی قدر بھی ساتھ کرتے ہیں۔ پس جنہوں نے قرآن کریم کو برکت کے لئے پڑھا یا پڑھایا اور اس کے قوانین پر عملدرآمد نہیں کیا وہ قرآن کریم کے قدر کو سمجھتے ہی نہیں۔

ہم عام طور پر کہتے ہیں قرآن کریم کی قدر مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں قرآن کا قدر لکھا ہے۔ انہوں نے قرآن کا قدر نہیں کیا۔ تو یا تو قدر کا لفظ مؤنث اور مذکر دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اگر نہیں بھی ہوتا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس استعمال کے بعد اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ قرآن کی عظمت کی خاطر مسیح موعود نے مذکر لفظ قدر پڑھا ہے تو ہم بھی مذکر ہی پڑھیں گے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اُس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے''۔ جس طرح سورج نکل آتا ہے تو شمعوں کی ضرورت نہیں رہتی، چراغ بجھادئے جاتے ہیں۔ بجھاؤ یا نہ بجھاؤ بے معنی ہو جایا کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو''۔

وہی مضمون ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا۔ کسی نے اپنے معشوق کے متعلق کہا ہوا ہے کہ اس کی روشنی کے سامنے جب شمع کو دیکھا تو اس میں کچھ بھی نور نظر نہیں آتا تھا۔ تو قرآن کریم کی روشنی ایسی واضح اور کھلی اور روشن ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے باقی کتابوں کے منہ پھیکے پڑ جاتے ہیں۔

''کوئی ذہن ایسی صداقت نہیں نکال سکتا جو پہلے ہی سے اُس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ اور وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے''۔ (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد ۲۔ حاشیہ صفحہ ۲۳، ۲۴)۔ سالک، سفر کرنے والا جو قرآن کریم کی متابعت میں چلتا ہے آگے اس کو سب کچھ ملتا ہے جو کچھ بھی اس کو چاہئے ہو۔ اب یہ اپنی اپنی پہنچ ہے کہ کون کس حد تک قرآن کریم کے معارف سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

پھر فرمایا ''جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اس کو ادھورا اور ناقص نہیں چھوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے، وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے''۔ (الحکم ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۴ء)۔ یہاں بعض دفعہ لوگ گھبرا بھی جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت سے بہت اعلیٰ توقعات رکھی ہوئی ہیں اور ہر کس و ناکس ان توقعات پر پورا اتر نہیں سکتا۔ اس سلسلہ میں میں ہمیشہ یہ کہتا رہتا ہوں کہ کوشش کرو کہ پورا اترو۔ اگر قرآن کریم کی تعلیم کے آغاز ہی سے شروع کرو اور رفتہ رفتہ قدم آگے بڑھاؤ تو اللہ تعالیٰ کمزوریوں کو دور کرتا چلا جاتا ہے اور جس موقع پر بھی وفات ہو، وہیں اللہ تعالیٰ کی رضا مل جاتی ہے۔ تو سفر شرط ہے اور خدا کی راہ میں قرآن کریم کے ذریعہ سفر

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

اختیار کیا جائے تو انسان کسی حالت میں بھی کفر کے طور پر نہیں مرتا۔ جہاں مرتا ہے خداتعالیٰ کے نزدیک وہ پاکیزہ حالت میں جان دیتا ہے۔

پس یہ فقرہ ڈرانے کے لئے نہیں بلکہ ہمت بڑھانے کے لئے ہے۔ "جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اس کو ادھورا اور ناقص نہیں چھوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے"۔ ابدال کے متعلق کہتے ہیں کہ کچھ ایسے لوگ ہر وقت پائے جاتے ہیں اور عام طور پر مشہور ہے کہ چار ابدال ہوتے ہیں کہ جنہوں نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے یعنی ان کی وجہ سے انسان مختلف مصائب اور ہلاکتوں سے بچا رہتا ہے تو چار ہوں یا زیادہ ہوں میں تو نہیں سمجھتا کہ مولویوں کی یہ بات درست ہے کہ صرف چار ہی ابدال ہوتے ہیں۔ بہت زیادہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ابدال کے ساتھ چار کا ذکر کیا ہو تو پھر احتراماً اور اس یقین کے ساتھ ہمیں سر جھکانا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب چار کہا ہے تو گویا چار پایوں کے طور پر بیان ہوا ہے، کسی چیز کے چار پائے ہوں تو وہ اپنی ذات پہ قائم ہو جاتی ہے۔ پس ابدال امت میں بہت ہونگے مگر ان کا یہ درجہ ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے کہ وہ چار پایوں کے طور پر اپنے اوپر ساری امت کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ امت کا بوجھ اٹھانے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ بات لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کے خلاف ہے۔ امت کا بوجھ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے، ان کے صدقے امت کی بہت سی برائیاں اور کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱۔ "میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم ﷺ سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے"۔ اب یہ کرامتیں جو ہیں یہ انسان دکھانے کے لئے تو اختیار نہیں کرتا، نہ کرنی چاہئیں مگر کرامتیں جاری ضرور ہوتی ہیں اور میں کسی احمدی گھر کو نہیں جانتا جس میں کرامت نہ نازل ہوئی ہو، کسی نہ کسی کرامت کے سب گواہ ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے یہ کرامات احمدی گھروں کو بھی نشان کے طور پر دکھائی جاتی ہیں۔

چنانچہ اس ضمن میں کہ وہ کرامات کیسے ادا ہوتی ہیں حضرت میاں عبداللہ سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ "میں نے ایک دفعہ حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور مَیں جب قادیان آتا ہوں تو اَور تو کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوتی مگر مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ یہاں وقتاً فوقتاً یک لخت مجھ پر بعض آیات قرآنی کے معنی کھولے جاتے ہیں"۔ اب وہ ان پڑھ تھے قریباً اور قرآن کریم کی آیات کے کئی معانی ان پر کھولے جاتے تھے مگر قادیان میں آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں۔ "اور مَیں اس طرح محسوس کرتا ہوں کہ گویا میرے دل پر معانی کی ایک پوٹلی بندھی ہوئی گرادی جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں قرآن شریف کے معارف دے کر ہی مبعوث کیا گیا ہے اور اسی کی خدمت ہمارا فرض مقرر کی گئی ہے پس ہماری صحبت کا بھی یہی فائدہ ہونا چاہئے"۔ (سیرت المہدی حصہ اول۔ صفحہ ۱۰۱)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آج بھی آپ کی صحبت ہو سکتی ہے اگر روحانی طور پر آپ مسیح موعود کے قریب ہوں اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی صحبت اختیار کرنی ہو تو مسیح موعودؑ کے واسطے سے یہ صحبت مل سکتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا"۔ تو زمانے پاٹ گئے ہیں اور اللہ کے فضل کے ساتھ ان آخرین میں آپ ہیں جن کو اولین سے ملا دیا گیا ہے۔

چشمہ معرفت صفحہ ۳۰۰، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۴ پہ درج ہے: "اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیاداروں کے رنگ میں بلکہ خادمِ دین کے طور پر بناوے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت رکھے اور اپنی خود نمائی اور تکبر اور عُجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے۔ اور اِس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ کمالاتِ الٰہیہ عربی فصیح و بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے، حدیث النفس نہیں ہوتا"۔

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ذکر کر رہے ہیں یہ خطبہ الہامیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر معارف نازل ہوئے ہیں جو نہایت ہی گہرے اور بلیغ معارف ہیں اور ایسے الفاظ میں ادا ہوئے ہیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی بھی علم نہیں تھا۔ بعض دفعہ خطبہ الہامیہ میں آپ کسی جگہ رکتے تھے تو فرماتے ہیں کہ میرے سامنے وہ لفظ لکھا ہوا آجاتا تھا جو میں کہنا چاہتا تھا بات۔ اور وہی لفظ میں ادا کر دیتا تھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں جو معارف ہیں، عربی فصیح و بلیغ کے وہ عام لوگوں کو تو عطا نہیں ہوتے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا نمونہ ضرور دکھا دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اور بھی کثرت کے ساتھ ایسے معارف جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے۔

پھر فرماتے ہیں "جو شخص قرآن شریف کا پیرو ہو کر محبت اور صدق کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے وہ ظلی طور پر خداتعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ اس زبردست طاقت اور خاصیت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآن شریف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں وہ زبردست طاقت اور خاصیت کسی اور کتاب میں نہیں جو کسی قوم کے نزدیک کتاب الہامی سمجھی جاتی ہے"۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۲۷)۔ اب میں زیادہ وقت نہیں لگا سکتا اس پہ کیونکہ اب وقت ختم ہو رہا ہے، نمازیں بھی پڑھنی ہیں تو اب میں سادہ صرف پڑھ لوں گا جتنا پڑھا جائے باقی اگر کچھ بچ گیا تو پھر وہ اگلے خطبہ میں یہی مضمون جاری رہے گا۔

فرمایا "یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں" (یعنی اللہ تعالیٰ کا)۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۳)

"مَیں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۲)

پھر فرماتے ہیں: "غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اُس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ مَیں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو مَیں خداتعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا مَیں ثبوت دوں اور اُس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ مَیں اُس کے عظیم الشان نبی اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں"۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۰۹، ۴۱۰)

پھر فرماتے ہیں: "جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے یعنی بکثرت دیئے جائیں گے ورنہ شاذونادر کے طور پر کسی دوسرے کو بھی کوئی سچی خواب آسکتی ہے مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ کے ساتھ کچھ مشابہت نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی رُوح القدس سے تائید کی جائے گی یعنی اُن کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی اور اُن کی کشفی حالت نہایت صفا کی جائے گی اور اُن کے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائے گی اور اُن کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے اور پھر فرمایا کہ خدا اُن میں اور اُن کے غیر میں ایک فرق بیّن رکھ دے گا یعنی بمقابل اُن کے باریک معارف کے جو اُن کو دئے جائیں گے اور بمقابل اُن کے کرامات اور خوارق کے جو اُن کو عطا ہوں گی دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خداتعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آتا ہے اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رویت ہیں"۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۱۰)

اب اقتباسات زیادہ رہ گئے ہیں۔ میں ایک اقتباس پڑھ لیتا ہوں کیونکہ نمازیں بھی پڑھنی ہیں جمعہ اور ساتھ عصر کی نماز جمع ہوگی۔

"قرآن شریف کی معجزانہ تاثیرات سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی کامل پیروی کرنے والے درجہ قبولیت کا پاتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہو کر خداتعالیٰ اپنی کلام لذیذ اور پُر رعب کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے"۔ اب یہ دعاؤں کی مقبولیت جو ہے جماعت احمدیہ میں تو اس کثرت سے ملتی ہے کہ اس کا شمار ہی ممکن نہیں لیکن یہ جو حصہ ہے کہ "اپنی کلام لذیذ اور پر رعب کے ذریعہ ان کو اطلاع دیتا ہے"۔ اس میں ضروری نہیں کہ ان کو الہام ہی ہو۔ بسا اوقات خوابیں بھی مومنوں کے الہام کی طرح ہی ہوتی ہیں۔ جو سچی خوابیں ہیں وہ بھی نبوت کا ایک حصہ ہیں پس اللہ تعالیٰ ان کو سچی رؤیا کے ذریعہ ایسی خبریں عطا کر دیتا ہے جو ہم نے دیکھا ہے کہ بہرحال پوری ہو کر رہتی ہیں۔ تو اس طرح قرآن شریف کی برکت ہے یہ کہ اس کے ذریعہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور انسان کو معجزے عطا کئے جاتے ہیں۔

"اور خاص طور پر دشمنوں کے مقابل پر ان کی مدد کرتا ہے"۔ اور یہ ایک حصہ تو ایسا ہے جو اس قدر عام ہے کہ اس کو اکٹھا کر کے کتاب کی صورت میں لکھا جائے تو ہزارہا صفحے کی کتاب بن جائے گی کس طرح دشمنوں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ مظلوم احمدیوں کی مدد فرماتا ہے۔ یہ بے شمار واقعات ہیں۔ اور فرمایا "اور تائید کے طور پر اپنے غیب خاص پر ان کو مطلع فرماتا ہے"۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۲۵۹۔ حاشیہ)

انشاءاللہ اگلے جمعہ میں باقی لے لیں گے کیونکہ اب وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98. To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ *Digital LNBs from £19+*
HUMAX CI £220+ *Dishes from 35cm to 1.2m*

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

MAIL ORDER EXPORT

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

+ All prices are exclusive of VAT

بقیہ:خطبہ عیدالفطر از صفحہ نمبر ۲

تھیں۔ گو وہ اسلامی عیدیں نہیں تھیں مگر اور دن تھے سال میں اس میں وہ کھیلتے کودتے اور دل بہلانے کے سامان کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے ان کے بدلہ تمہارے لئے بہترین دن مقرر فرمادئے ہیں۔ یعنی یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر۔ یہی روایت سنن النسائی کی کتاب صلوٰۃ العیدین میں بھی موجود ہے۔

سنن ابن ماجہ کتاب اقامت الصلوٰۃ میں لکھا ہے مغیرہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ ایاز الاشعری عید کے موقع پر الانبار تشریف لے گئے۔ الانبار ایک جگہ کا نام ہے اور فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ دف کے ساتھ گیت نہیں گاتے جیسے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں گائے جاتے تھے۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت تو یہ ہے کہ گھر میں یہ واقعہ ہوا لیکن اس کی خبر پھیلی ہو گی ضرور اور صحابہ میں بھی یہی رواج ہو کہ عید کے دن اس زمانہ کی جیسی بھی سادہ پاک میوزک تھی اس کے اوپر وہ دف پہ خواتین گھر میں گاتیں اور خوشیوں کے دن گانوں کے ساتھ منائے جاتے تھے۔

بخاری کتاب العیدین میں ہے ، حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک بار نماز پڑھائی اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جب آپؐ فارغ ہوئے تو عورتوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ آپ اس وقت حضرت بلالؓ کے کندھے کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ یہ روایت بھی اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ جو زندگی کا آخری حصہ تھا جس میں جسم میں کمزوری واقع ہو چکی تھی۔ حضرت بلالؓ نے کپڑا پھیلایا ہوا تھا جس میں عورتیں صدقات ڈالتی جارہی تھیں۔

آنحضرت ﷺ کا لباس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عید کے دن یمنی منقش چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ یہ بھی حدیث ہے جس کی روایت حضرت امام شافعی کی کتاب ام الکتاب صلوٰۃ العیدین میں ہے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے ایک دوست جو مشرق وسطیٰ سے ہو کے آئے تھے وہ میرے لئے ایک دو جبّے لے آئے تھے اور پہلے میں نے چونکہ بعض دفعہ پہنے تھے اس لئے ان کا اصرار تھا کہ خواہ ایک دفعہ پہنیں لیکن لوگوں میں یہ جبّے پہن کر آئیں۔ تو پہلے تو میرا ارادہ نہیں تھا کیونکہ ذاتی طور پر جبہ پہننا میرے مزاج کے خلاف ہے۔ بعض دفعہ لوگوں کی خاطر پہنے اور اس پر پھر اتنے اصرار شروع ہوئے کہ مجبوراً لوگوں کی خاطر ایک سے زائد دفعہ بھی پہننا پڑا۔ لیکن گرمیوں کے بعض دنوں میں میں نے ویسے بھی اس میں آرام محسوس کیا کیونکہ تنگ کپڑے جو بدن سے چمٹے ہوں زیادہ گرمی میں تکلیف دیتے ہیں۔ تو پھر اس وجہ سے کہ وہ سہولت کا لباس ہے اس سے بھی زیادہ کچھ دن پہنا مگر پھر ترک کر دیا۔ کیونکہ میری عادت نہیں ہے۔

کل سوچ رہا تھا کہ اس کو پہنوں لیکن طبیعت مائل نہیں تھی پھر جب یہ روایت سامنے آئی تو میں نے کہا آج تو پہننا چاہئے مگر وہ ان بے چاروں کی قسمت ایسی ہے آج نہیں ہو سکتی یہ بات۔ وہ جبہ اتنا بڑا تھا، اتنا لمبا تھا کہ ایک دوسری حدیث کے مضمون سے ٹکرا رہا تھا۔ تو بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے۔ ایک نیکی کی نیت کریں ایک حدیث سے، دوسری حدیث سامنے آکھڑی ہوتی ہے کہ اس طرح نہیں۔ کیونکہ وہ پیچھے گھسٹتا جاتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسے جبّے پہننے سے منع فرمایا ہے کہ جو امیرانہ ٹھاٹھ اس طرح رکھتے ہوں کہ جس طرح پیچھے ایک لباس بعض دفعہ یہاں شاہی خاندان میں رواج تھا کہ ملکہ کے لباس کے پیچھے اتنا بڑا کپڑا پیچھے سرکتا آتا تھا کہ اس کو کئی خواتین جو خود معزز ہوا کرتی تھیں وہ دم کی طرح پیچھے اٹھائے پھرتی تھیں اور یہ ملکہ کی شان تھی۔ تو شانیں جب بڑھ جاتی ہیں تو وہ اس قسم کے تمسخر انگیز، تمسخر آمیز نظارے پیدا کر دیتی ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے چونکہ یہ پسند نہیں فرمایا اس لئے میں نکال کے لایا، جب پہنا تو میں نے کہا اب تو مشکل ہے مجبوری ہو گئی ہے اس لئے اتار آیا ہوں۔ لیکن نیت چونکہ تھی اس سنت کو پورا کرنے کی اس لئے امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے ہاں میں یہ سنت پورا کرنے والا ہی شمار ہونگا۔

لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض دفعہ ایک حدیث دوسری حدیث کے مقابل پر کھڑ ہو جاتی ہے اور ایک کو غلبہ ہے دوسری اس کے مقابل پر مغلوب ہے اس کی ایک اور مثال احادیث ہی میں سے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں یعنی ایک اور اسی جُبّے کے تعلق میں۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے ایک بہت ہی خوبصورت جبہ جو ریشم کا تھا وہ لیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ! بروز عید نیز وفود جب آیا کریں گے اس وقت حضور اکرم ﷺ یہ جبہ پہن کر آیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا یہ ان کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں یعنی ریشم کا لباس مردوں کو زیب نہیں دیتا اور اگر مرد ریشمی لباس پہنیں گے تو پھر ان کا آخرت کے لباس میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ تو اس طرح یہ متضاد حدیثیں نہیں ہیں۔ ایک غالب ہے اپنے عمومی حکم کی وجہ سے، ایک مغلوب ہے اپنے خاص دائرہ سے تعلق رکھنے والی ہے۔ اب عورتوں کے لئے حرام نہیں ہے مردوں کے لئے منع ہے۔

اب وہ جو مردوں والی حدیث ہے یہ غالب ہے۔ خوبصورت جبے پہننا جائز ہے مگر ریشم کا نہ ہو یا اس پر حقیقۃً سونے کا کام نہ ہو۔ پس اس طرح استنباط ہوتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جبے پہنے اور بعض روایتوں میں آتا ہے کہ ایسے خوبصورت جبے تھے بعض دفعہ ایسے دلکش تھے کہ ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ چاندنی رات تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم باہر نکلے، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی محمدؐ رسول اللہ کو۔ اتنے خوبصورت دکھائی دے رہے تھے کہ چاند پھیکا پڑ چکا تھا۔ کوئی اس کی حیثیت نہیں تھی۔ تو زینت مومن کی شان کے خلاف نہیں مگر وہ زینت جو تقویٰ کے دائرہ میں ہو، جس پر لباس التقویٰ کا اطلاق بھی ہو سکے۔ لباس التقویٰ کو چھوڑ کر پھر کوئی زینت، زینت نہیں رہتی۔

☆...... سنن ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ پیدل جایا کرتے تھے عید کے لئے کیونکہ عید کی جگہ اکثر باہر ہوا کرتی تھی اس لئے وہاں تک جانے کے لئے سواری بھی استعمال ہو سکتی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پسند فرماتے تھے کہ عید کے لئے پیدل جائیں۔ اور بچپن میں قادیان میں مجھے یاد ہے جب عید گاہ وہاں ایک مقبرہ تھا پرانا اس کے قریب کھلے میدان میں ہوا کرتی تھی تو وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پیدل جایا کرتے تھے اور ہم سارے پیچھے دوڑتے پھرتے تھے۔ کافی لمبا جلوس بن جایا کرتا تھا اور اسی طرح واپس بھی پیدل ہی آتے تھے اور واپسی پہ رستے بدل لیا کرتے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہی طریق تھا۔ چنانچہ محمد بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ پیدل جاتے۔ جس رستے سے جاتے اس سے مختلف رستے سے واپس آیا کرتے تھے یعنی ایک جانے کا رستہ کچھ حصہ اس کا مشترک ہو بھی تو پھر کاٹ کر دوسری طرف سے آیا جائے تو یہ دو رستے بن جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب مجھے جاتی دفعہ پرلی طرف سے جانا پڑے گا۔ پہرے دار یہاں نہ کھڑے ہوں، بڑا دروازہ دوسرا کھولیں۔

☆...... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور بخاری میں ہے کہ عید کے دن آنے اور جانے کے لئے الگ الگ رستے اختیار فرماتے۔ یہ وہی روایت ہے جو میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ بخاری کتاب العیدین۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ جسے ہم چھوٹی عید یعنی عیدالفطر کہتے ہیں اس میں ضرور جانے سے پہلے کچھ کھایا کرتے تھے۔ اور وہ جو قربانی کی عید ہے اس میں جانے سے پہلے کچھ نہیں کھاتے تھے اور عموماً عید تک کا روزہ بن جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ اسی قربانی کے گوشت سے کچھ کھانا چاہتے تھے جو خدا کے حضور پیش کرنا ہوتا تھا۔ پس جن لوگوں نے اس دن قربانی دینی ہو ان کے لئے یہی اعلیٰ طریق ہے کہ وہ قربانی جب اگر اتنے وقت میں ممکن ہو کہ ذبح ہو جائے اور کچھ کھایا جاسکے کیونکہ مشقت میں پڑنا مراد نہیں ہے عید والے دن۔

صبح عید جلدی بھی ہو جایا کرتی تھی اس زمانہ میں اور عادتیں اس قسم کی نہیں تھیں جیسے آج کل کے زمانہ میں ہیں کہ صبح اٹھ کر چائے کی پیالی نہ پئیں تو سارا دن سر درد میں مبتلا رہیں۔ تو اس لئے اس سادہ دور میں یہ بات مشقت کا مظہر نہیں ہے بلکہ ایک سنت ہے، محبت کے نتیجہ میں جو قربانی خدا کے حضور پیش کرنی ہے اسی میں سے کچھ کھایا جائے اور جنہوں نے نہیں کرنی ان کا یہ مطلب تو نہیں کہ تین دن بعد قربانی کریں تو تین دن بھوکے رہیں۔ اس لئے استنباط موقع اور محل کے مطابق کیا جاتا ہے۔ بہر حال اس عید پر تو یہ ثابت ہے کہ ہمیشہ جانے سے پہلے کچھ کھایا کرتے تھے اور اس روایت میں ہے کہ کھجوریں پسند فرماتے تھے کہ عید سے پہلے چند کھجوریں کھا لیتے تھے اور روای یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ کھجوریں طاق مقدار میں ہوتی تھیں، جفت نہیں ہوتی تھیں یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نو جتنی بھی ہوتی تھیں۔ آپ طاق تعداد میں کھایا کرتے تھے کیونکہ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ خدا ایک ہے اس لئے طاق سے محبت کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیشہ طاق کا خیال رکھا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نمازیں بھی دیکھیں طاق بنا دیں۔ فرائض میں مغرب کی تین رکعتوں نے سارے فرائض کو طاق کر دیا۔ نوافل میں وتر کی تین رکعتوں نے سارے نوافل کو طاق کر دیا۔ تو یہ مضمون ہے مگر بنیادی طور پر محبت کا مضمون ہے۔ کوئی منطقی فلسفہ کی بات نہیں ہے ورنہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں، جوڑا جوڑا کیوں بنایا۔ خدا نے ہر چیز کو جوڑا بنایا۔ اس لئے یہ بحثیں اگر اس طرح آگے چلائی جائیں تو لغو باتیں بن جائیں گی۔ جوڑا جوڑا ہی بنایا ہے مگر بعض حالات میں جہاں طاق کا مضمون اطلاق پاتا ہے وہاں طاق اچھا لگتا ہے۔ پس اس سے زیادہ اس میں ضرورت سے بڑھ کر تردّد و تفحص کی ضرورت نہیں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ عیدالفطر پڑھنے گھر سے نکلے تو آپ نے دو رکعت نماز عید پڑھائی اور دو رکعت عید سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل ادا نہیں کیا۔ اس لئے یہ بھی یاد رکھیں کہ عید سے پہلے اور بعد نوافل کا کوئی رواج نہیں ہے اور صرف دو رکعتیں عید ہی ہیں جو اس دن کا نفل ہیں یا اس دن کے پہلے حصے کا نفل ہیں۔

☆......ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے روز نوجوان لڑکیوں کو بھی عید پر آنے کی تاکید کرنے کا اعلان فرمایا۔ یعنی ان کو حکم دیا کہ یہ اعلان کر دو کہ نوجوان بچیاں بھی آئیں اور جنہوں نے شرعاً نماز نہیں پڑھنی وہ بھی آئیں اور وہ نماز نہ پڑھیں مگر عید کی

نان ——— نان ——— نان

ہمارے آٹومیٹک پلانٹ پر حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق اعلیٰ اور معیاری نان تیار کئے جاتے ہیں اور پلاسٹک کی فلم میں seal کئے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ اور فیملی پیک پر خاص رعایت۔
برطانیہ اور یورپ میں ڈسٹری بیوٹرز کی ضرورت ہے۔ فری نمونہ کے لئے رابطہ کریں

Shalimar Foods

Tel: 01420 488866 ——Fax: 01420 474799

دوسری تقریبات میں شامل ہوں اور پھر یہ بھی فرمایا کہ وہ جو چادریں اوڑھے ہوتی ہیں، چادر اوڑھنے والیاں یہ نہ سمجھیں کہ ہم چونکہ چادر اوڑھتی ہیں، ہمارا پردہ سخت ہے، ہمیں جانے کا حکم نہیں۔ فرمایا چادر والیاں بھی آئیں اور ہم سب دعا میں شامل ہوں۔ یہ مقصد تھا حضور اکرم ﷺ کی ہدایت کا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بعض ایسی ہیں جو پردہ دار ہیں، شرم رکھتی ہیں یعنی ان معنوں میں کہ ان کے پاس چادر کوئی نہیں ہے، وہ کیا کریں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوسری عورت اپنی بہن کو اپنی اوڑھنی پہنادیا کرے یہ تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ تو وہ جو میں نے پہلے ضمناً ذکر کیا تھا وہ یہی حدیث ہے کہ وقتی طور پر جب خوشیوں کے موقعے ہوں تو اپنی غریب بہنوں کی ضرورت پر خود نظر رکھنی چاہئے۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ اپنی امیر بہنوں سے مانگ لیا کریں۔ دیکھیں کیسی صاف بات ہے۔ فرمایا ہے جو دیکھنے والی عورتیں ہیں وہ دیا کریں ان کو، نہ کہ بے چاریاں مانگتی پھریں۔

جہاں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عید کا تعلق ہے وہ بعینہٖ اسی طرح ہوتی تھی جیسا کہ احادیث میں ذکر ملتا ہے۔ اور وہی عید وراثتاً ہم لوگوں نے بھی پائی۔ ان معنوں میں کہ ان صحابہ کو بھی دیکھا جن میں کبار بھی شامل تھے۔ بعد میں آنے والے صحابہ بھی تھے اور حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں بھی عیدیں پڑھتے دیکھا، عیدیں مناتے دیکھا۔ یہی رنگ تھا عیدوں کا جو اس زمانے میں بھی جاری رہا۔ کچھ کھیل کود بھی ہو جایا کرتی تھی، کچھ میچز (Matches) ہو جایا کرتے تھے اور خوشیوں کے طریق اور بچے مل کے گاتے تھے۔ تو یہ عیدیں جو ہیں اسی طرح ابھی بھی جاری کرنی چاہئیں اور وہ بات جو میں نے کہی تھی کہ اپنے غریب بھائیوں کی اور بہنوں کی خوشیوں میں بھی شامل ہوں۔ اس کا اس حدیث سے استنباط ہوتا ہے کہ جس کے پاس چادر نہیں اس کو چادر دیں۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ دے کر واپس لے لیں لیکن انداز ایسا ہے کہ گویا عارضی طور پر دے دیں۔ عارضی طور پر بھی دیں تو بسا اوقات دینے والا بھی شرم محسوس کرتا ہے واپس لیتے ہوئے اور میں سمجھتا ہوں کہ احمدیوں میں یہ حیا بہت ہونی چاہئے۔ جس بہن کی ضرورت کی خاطر دیا ہے ایک دفعہ کھل گیا تو پھر حیا مانع ہو جانی چاہئے کہ وہ واپس کریں تو وہ واپس لے لیں۔ اور یہ انسانی فطرت ہے۔

☆......ایک نیکی کی توفیق ملتی ہے تو دس نیکیوں کا ثواب اس لئے بھی ملتا ہے کہ دس نیکیوں کی بھی توفیق مل جاتی ہے اور پھر وہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں اس لئے یہ جو مضمون ملتا ہے کہ کہیں دس (۱۰) نیکیوں کا ثواب، کہیں سو (۱۰۰) نیکیوں کا، کہیں بے حساب، تو یہ اللہ کے بندوں کے خدا سے تعلقات کے مختلف مراحل ہیں، مختلف صورتیں ہیں جو ان کے لئے ثواب کی ترغیب دیتی ہیں۔ اگر خدا سے تعلق والا اس طرح نیکی میں بڑھے کہ ہر نیکی ایک لذت پیدا کرے اور اس کے نتیجہ میں دوسری نیکیوں کی توفیق ملتی چلی جائے تو پھر اس کا ثواب بھی لامتناہی ہوتا چلا جاتا ہے جو حد توفیق اور حد استطاعت تک نیکیوں کو بڑھا دیتا ہے پھر اللہ اس حد پہ رکتا نہیں وہاں سے پھر بے حساب کا مضمون شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بندہ جو خدا کی خاطر اپنی حد تک پہنچتا ہے اس کی جزا تو یہ ہے کہ خدا اپنی حد تک پہنچے اور وہ بے حد ہی ہے، لامتناہی، جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ تو اللہ سے تعلقات قائم کرنے کے لئے ان باتوں کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔ آپ کی محدود چیز ہے وہ ڈال دیں، لامحدود میں حصہ پالیں۔ آپ کے برتن میں اگر تھوڑی گنجائش ہے تو سارا دے دیں تاکہ خدا کا برتن جو لامحدود ہے اس میں آپ کا حصہ بن جائے۔ یہ وہ مضامین ہیں جن کا نیکی کے عدل اور احسان اور ایتاء ذی القربیٰ سے تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی روح کے مطابق دنیا میں عیدیں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ عید کی خوشی میں سب احباب کے لئے میٹھے چاول پکوائے اور اس زمانہ کے سادہ معاشرے میں میٹھے چاول بھی بڑی چیز سمجھی جاتی تھی۔ وہاں عام طور پر غریبانہ زندگی تھی۔ کبھی گھر میں لوگوں کے، گڑ کے چاول پک گئے تو پک گئے یا کہیں کوئی میٹھا مل گیا یا گڑ کے ساتھ روٹی کھالی۔ مگر میٹھے چاول جو تھے جس کو زردہ کہتے ہیں آج کل تو ایک معمول کی عام سی چیز بن گئی ہے اس زمانہ میں ایک بڑی ٹریٹ (Treat) تھی۔ تو صحابہ نے محسوس کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو بڑی خاطر کی ہے اور میٹھے چاول سب کے لئے پکوائے۔ اس وقت گیارہ بجے کے قریب راوی بیان کرتے ہیں کہ خدا کا برگزیدہ جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاء سادہ لباس میں مگر ایک چوغہ زیب تن کئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ اس موقع پر یہ الہام بہت ہی سجتا ہے اور لکھنے والے نے خوب لکھا ہے کہ جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاء، اللہ کا پہلوان حُلَلِ الْاَنْبِیَاء، انبیاء کے چوغوں میں آیا ہے، انبیاء کے لباس میں ملبوس ہو کے آیا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چوغہ پہنا کرتے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جو آپ کو سادہ کپڑوں میں چوغہ میسر آیا وہ چوغہ زیب تن کئے ہوئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ جس قدر احباب تھے انہوں نے دوڑ کر حضرت اقدس کی دست بوسی کی اور عید کی مبارک باد پیش کی۔ یہ عیدوں کے رنگ ہیں جو انبیاء سے اور انبیاء کے عشاق سے ہم نے پائے اور انہیں کو ہمیشہ زندہ رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب عید کے موقعہ پر مبارکباد کا جہاں تک تعلق ہے بعض دفعہ خدا نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آپ کی جماعت کو خوشخبریاں دی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔

وبشرنی ربی و قال مبشرا
ستعرف یوم العید والعید اقرب

کہ مجھے خدا نے خوشخبری دی ہے۔ وقال مبشراً اور مبشر بنتے ہوئے مجھ سے فرمایا یعنی خوشخبریاں دیتے ہوئے مجھ سے فرمایا ستعرف یوم العید کہ تو عید کا دن پہچان لے گا۔ جان لے گا یا اس بات کو جس کی ہم خوش خبری دے رہے ہیں تو عید کے دن معلوم کر لے گا کہ وہ کیا بات تھی۔ والعید اقرب اور ایک خوشی کی عید اس کے ساتھ ہی جڑی ہوئی ہوگی۔

یہ الہام لیکھرام کی اس موت کی صورت میں ظاہر ہوا یعنی پوری طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے سچا ثابت ہوا جو عید سے ملحقہ دن ہوئی تھی اور چونکہ الٰہی نشان کے طور پر تھی اس لئے اس کو بھی خدا نے یوم عید قرار دیا کہ والعید اقرب ایک ایسی عید ہے جو اس کے ساتھ جڑی ہوئی ہوگی۔ دوسرا اس کا میں نے ترجمہ کیا ہے۔ ستعرف یوم العید کہ تم عید کا دن پہچان لوگے۔ وہ اپنی علامتوں کے ساتھ ظاہر ہوگا اور وہ حقیقی عید ہے جو خدائی نشانات کے پورا ہونے کی عید ہے۔ پس اس عید کے لئے بھی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ وہ عید جس کو ہم ہی نہیں بلکہ دنیا پہچان لے کہ ہاں اس کو عید کہتے ہیں۔ کثرت سے الٰہی نشانات پورے ہو رہے ہوں اس عید کا دن دیکھنے کی بھی توفیق عطا ہو۔

☆......ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے نام مکتوب میں لکھا کہ آج رات خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ لڑکے کہتے ہیں کہ عید کل تو نہیں پر پرسوں ہوگی۔ اس الہام پر میں پہلے بھی کچھ گفتگو کر چکا ہوں۔ یہ جو کل اور پرسوں کا معاملہ ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ کل نہیں تو پرسوں یہ ظاہری معنی ہیں جن معنوں میں یہ بات پوری ہو سکتی ہے، اطلاق پاسکتی ہے۔ مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وہی استنباط فرمایا ہے جس کی طرف میری طبیعت بھی ہمیشہ سے مائل ہے۔ کہ یہاں کچھ اور وعدے ہیں خوش خبری کے اور کل پرسوں کا مضمون کل اور اس کے بعد آنے والے دن سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ ایک محاورہ ہے۔ کل پرسوں کی بات ہے۔

میں نے بھی ایک دفعہ اپنے ایک شعر میں کہا تھا۔

ہم آن ملیں گے متوالو بس دیر ہے کل یا پرسوں کی

تو جو اس محاورہ کو نہیں سمجھتے انہوں نے سمجھا کہ اس سال یا اگلے سال۔ یا اگلے سال یا اس سے اگلے سال۔ یہ کل پرسوں کی بات مراد ہے کہ جب آخر خوشیاں آجاتی ہیں اور غم پیچھے رہ جاتے ہیں تو یہ کل پرسوں کی باتیں دکھائی دیتی ہیں پھر۔ کتنے دن دیر ہوئی۔ بس کل پرسوں کی بات تھی وہ ہو گئی پوری۔ تو یہ بھی دعا کریں کہ ہماری عید بھی کل پرسوں کی عید بن جائے۔ ان معنوں میں جن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا نے فرمایا عید کل تو نہیں پر پرسوں ہوگی۔

پھر اس عید کی خوشخبریوں میں ایک الہام یہ ہے ۹؍فروری ۱۹۰۷ء کا "العید الآخر تنال منه فتحا عظیماً"۔ کہ ایک عید ہے جو اور قسم کی عید ہے۔ دوسری عید ہے جس کے ساتھ فتح عظیم نصیب ہوگی۔ وہ حاصل ہو جائے گی جو فتح عظیم ہے۔ تو یہ جو دن ہیں یہ بڑے اہم ہیں اور دعاؤں کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ عید بھی ہمیں عطا کرے جس کے متعلق یہ الہام بھی اپنی پوری شان سے پورا ہو۔ یہ سال خاص برکتوں کا سال ہے۔ اس میں تو مجھے ایک ذرہ کا بھی شک نہیں۔ مگر وہ برکتیں کس طرح کس شکل میں پوری ہونگی یہ تو "تعرف یوم العید" والی بات ہی ہے۔ جب وہ خدا کے وعدے پورے ہونگے تو چمکتے ہوئے سورج کے نشان کی طرح انسان پہچان لے گا پھر یہ شک کی گنجائش نہیں رہے گی کہ یہ مطلب تھا کہ وہ مطلب تھا۔

اس ضمن میں بعض لوگ کسی ایک خوشی کو ان وعدوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ میں نے مثلاً یہ کہا تھا کہ مجھے خدا کی رحمت سے توقع ہے کہ بعد گیارہ انشاء اللہ کا الہام ان معنوں میں ہمارے لئے شاید پورا ہو اور غالباً میرا خیال ہے کہ خدا کرے تو پورا ہو کہ ہجرت کے گیارہ سال پورے ہو گئے اس کے بعد جو دور ہے وہ قریب کا دور اس میں خدا تعالیٰ کچھ نشانات ظاہر فرمائے گا۔ اس ضمن میں میں نے بعد میں ایک یہ توجیہہ بھی پیش کی کہ ایک ایسا واقعہ ہوا ہے پاکستان میں جو اگر نہ ہوتا تو اس کے عواقب ملک اور قوم کے لئے بہت ہی خطرناک ہوتے اور پاکستان کے لئے تو وہ ایک مہلک واقعہ ان معنوں میں تھا کہ اس کے اندر ہلاکت کے بیج موجود تھے۔ اگر وہ ہو جاتا تو اس کے بعد پاکستان کی ہلاکت یقینی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے روک لیا اور جماعت سے اس کا یہ تعلق ہے کہ اس واقعہ کا جماعت کے ساتھ جو انتہائی ظالمانہ سلوک کی نیتیں تھیں ان کا تعلق تھا اور جماعت کے خلاف ظلم کی نیتوں کے پردے میں فائدہ اٹھاتے ہوئے قوم کے خلاف ایک سازش کی گئی تھی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پہلو سے تو وہ بات پوری ہو بھی گئی ہے۔ مگر جسے اس سے زیادہ کی توقع ہے اور میری دعا ہے کہ اس کے بعد جو دوسرے نتائج ظاہر ہوں اللہ کرے وہ جماعت کے لحاظ سے مثبت خوش خبریاں لانے والے بھی بنیں۔ یہ وہ خوش خبریاں ہیں جو ایک قسم کا منفی رنگ رکھتی ہیں یعنی خوش خبریاں منفی نہیں مگر ان کی نوعیت ایسی ہے جو اس حادثہ سے بچا لیا گیا۔ اس حادثہ سے بچا لیا گیا جیسے کہا جاتا ہے بالکل وہ حادثہ ایسا ہونے والا تھا کہ اگر ایک لحہ کی دیر ہو جاتی تو وہ شخص ہلاک ہو جاتا۔ یہ بھی ایک بڑی خوش خبری ہے مگر ایک

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

خوش خبری یہ ہے کہ خدا نے تمہیں یہ عطا کر دیا۔ فلاں چیز عطا کر دی، فلاں چیز عطا کر دی تو اس پہلو سے کوئی بڑی عید ہمارے لئے مقدر ہونی چاہئے جو گیارہ سال کے بعد ہو۔ بعض احباب یہ لکھ رہے ہیں کہ جو ایم ٹی اے کو خدا نے نئی کامیابیاں عطا کی ہیں یہ بھی بات پوری ہو گئی۔ میں ان سے اتفاق نہیں کرتا اس لئے کہ ایم ٹی اے کی کامیابیاں بہت ہیں مگر اس کو یہ کہنا کہ بعد گیارہ کے ساتھ اس کا تعلق ہے میرا دل اس پر بالکل مطمئن نہیں۔ لکھنے والے شاید مجھے عذر مہیا کر رہے ہیں ۔ وہ غالباً یہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی دشمن کہے کہ نہیں بات پوری ہوئی تو آپ یہ کہہ دینا آگے سے، تو اس طرح مجھے بچوں کی طرح سکھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کی مرضی ہے اس کی مرضی پر کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ وہ چاہے گا تو جب دے گا اور جو دے گا وہ خود اپنی ذات میں ایک نشان ہوگا، بولتا ہوا نشان، چاند کی طرح روشن نشان، اس سے بڑھ کر، سورج کی طرح روشن، اس سے بھی بڑھ کر۔

پس وہ خوش خبریاں جو خدا کی طرف سے آتی ہیں جب پوری ہوتی ہیں تو خود ظاہر کرتی ہیں اپنے پورا ہونے کو۔ ان کے لئے عذر نہیں تراشے جاتے۔ اور عذر تراشتے ہیں تو آپ گویا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ پوری تو نہیں ہوئی چلو خدا کا منہ رکھنے کی خاطر کہ اس کی بات سچی نکلی یہ باتیں پیش کر دو یہ طریق درست نہیں ہے۔ انہوں نے تو نیک نیت سے ہی لکھا ہوگا مگر میں بتا رہا ہوں کہ وہ بات جو دل کی گہرائی تک مطمئن نہ کر دے وہ سچی نہیں ہوتی اور نیکی کی تائید میں جھوٹی باتیں پیش کرنا ایک بچگانہ کھیل ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ دشمن ہنستا ہے تو ہنستا پھرے ۔ مگر لیں گے وہی جو خدا دے گا اور ہمارا دامن ہمیشہ اس کے حضور کھلا رہے گا۔ آج نہیں تو کل دے گا۔ کل نہیں تو پرسوں دے گا۔ کل اور پرسوں کی تو بات ہے۔ مگر جب وہ دیتا ہے تو اسی طرح دیا کرتا ہے۔

دیکھو ضیاء کے زمانہ میں کیا ہوا تھا۔ کتنی دیر دشمنوں نے طعنے دئے اور دیتے رہے کہ کیا کر لیا ہے، کیا بگاڑ لیا ہے۔ مگر جب خدا کی بات پوری ہوئی تو کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ آج تک اس اعجاز کا کوئی نشان دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ چند دن پہلے خدا بتا دیتا ہے کہ ہونے والا ہے واقعہ۔ اور چند دن بعد ایسا رونما ہوتا ہے کہ بعینہٖ جیسا کہ اس کے متعلق جو کچھ پہلے کہا گیا تھا وہ ساری باتیں اس ایک واقعہ کے اندر اکٹھی ہو گئیں۔ اس خدا سے توقع ہے کہ کسی نفس کے بہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیں گے تو اس سے شان کا نشان لیں گے ورنہ جب وہ دے گا ٹھیک ہے، وہ نہ دے تب بھی ہم راضی ہیں۔ توجیہات ہیں اور اعلیٰ توقعات کے ساتھ تقویٰ کے ساتھ یہ توجیہات ہونی چاہئیں۔ اس میں نفس کے بہانوں کو شامل نہیں ہونا چاہئے۔

جو پہلی بات تھی وہ میں نے غور کے بعد آپ کے سامنے رکھی تھی ۔ لوگوں کو اندازہ نہیں ہے کہ وہ کتنا خطرناک واقعہ تھا۔ اگر وہ ہوتا تو ہرگز پاکستان کی فوج کا مزاج مجموعی طور پر اس کو قبول نہیں کر سکتا تھا۔ ناممکن تھا کہ اس کے بعد خانہ جنگی شروع نہ ہو جاتی اور جب ہندوستان تیار بیٹھا ہو سامنے اور بہانے ڈھونڈ رہا ہو جنگ کے تو اس وقت پاکستان کے اندر یہ فتنہ رونما ہو جانا یہ کسی پہلو سے قابل قبول نہیں تھا۔ اور جو شریعت بنائی جا رہی تھی اس وقت بعض جاہلوں کی طرف سے جن کا حال یہ تھا کہ وہ معمولی دینی امتحان بھی پاس نہیں کر سکے تھے اس کے باوجود مفتی بن بیٹھے ان کی بنائی ہوئی شریعت کو نافذ کرنے کا ارادہ تھا اور وہ شریعت جو نیک دل پاکستان کے دین سے محبت کرنے والے ہیں ان کو بھی قبول نہیں تھی۔ جس طرح ساری عورتوں سے انہوں نے سلوک کرنا تھا، جس طرح ساری عورتوں کی تعلیم کے اوپر قدغن لگا دی جانی تھی ۔ سب لڑکیوں کے سکول کالج بند، وہاں کے داخلے ختم۔ یہ شریعت تھی ان کے دماغوں کی۔ جہالت جو عورتوں پر ٹوٹنی تھی ممکن کیسے تھا کہ سارا ملک اس مصنوعی انسانی شریعت کو برداشت کر لیتا خواہ اسلام کے نام پر ہوتی۔ تو جو باتیں میں نے کہی تھیں وہ کچھ فرضی بہانہ نہیں، بہت گہری حقیقت رکھتی ہیں ۔ لیکن میرا دل مطمئن نہیں ہے کہ صرف یہ ہی ہو اور ہم کہہ دیں کہ بات پوری ہو گئی۔ ایک تو ہو گئی اب آگے دیکھیں خدا کیا دکھاتا ہے۔

پس یہ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ وہ عید ہمارے لئے لائے۔ "ستعرف یوم العید والعید اقرب" کہ ایک عید کے ساتھ دوسری عید ملی ہوئی ہو اور یا قریب ہو اس کے۔ اور ایک خوش خبری کے بعد خدا دوسری خوش خبری دکھائے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا۔ یہ بھی ۱۹۰۷ء کا ہے۔ "ساقیا آمدن عید مبارک بادت"۔ اے ساقی تجھے عید کی آمد مبارک ہو۔ اب وہ ساقی کون ہے۔ اصل ساقی تو ساقی کوثر ہیں، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ پس جو وہی بادہ لٹانے والے ہیں وہی بادہ تقسیم کرنے والے ہیں ان کو عید کی مبارک دی جا رہی ہے اور آج اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ اسی بادہ کو لے کر گھر گھر نکل کھڑی ہوئی ہے ۔ مشکیزوں میں وہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فیضان کا بادہ ہے اور سب دنیا میں تقسیم کر رہی ہے اور خم پر خم لنڈھا رہی ہے۔ تو اس پہلو سے آپ سب اسی ساقی کے بنائے ہوئے وہ چھوٹے چھوٹے ساقی بن گئے ہیں جو اب دنیا میں پھیل رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ عید اس پہلو سے مبارک کرے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عرفان اور فیضان کا نور آپ سب دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ اور دنیا والے دو دو ہاتھ آگے کر کے پی رہے ہیں۔ یہ جو میں بات کہہ رہا ہوں اس کے پیچھے ایک لمبی تفصیل ہے۔ کس طرح خدا دلوں کو پلٹ رہا ہے، کس طرح خدا تعالیٰ رؤیا کے ذریعہ ، بعض دفعہ کشوف کے ذریعہ لوگوں کو تیار کر رہا ہے اور وہ دوڑے چلے آتے ہیں کہ ہمیں بھی کچھ دو اس فیض سے۔ پس یہ عید ہے جو ہو گی انشاءاللہ۔ دعائیں کریں کہ جلد تر ہو۔

اور پھر وہ عید ہے جو جماعت کی فتح کی ایسی عید بھی آنے والی ہے کہ جس میں دوسرے شامل ہونے سے متردد ہونگے، تکلیف محسوس کریں یا جو بھی صورت ہو مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بھی ۱۹۰۷ء کا الہام ہے۔ عید تو ہے چاہے کرو نہ کرو۔ خوشیوں کا دن تو آ گیا اب مناؤ نہ مناؤ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ مراد نہیں ہے کہ چھٹی ہے تمہیں، عید ہے چاہے تو کرو، ایک محاورہ ہے ۔ اب تمہارے نہ کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے ۔ عید تو آ گئی، غلبہ تو ظاہر ہو گیا۔ اب شامل ہونا ہے تو ہو، نہیں تو نہ سہی۔ تمہارے نہ ہونے سے کچھ بھی فرق نہیں پڑتا۔ تو اللہ کرے کہ یہ ساری عیدیں جن کا الہامات میں ذکر ہے اور ہمیں قریب آتی دکھائی دیتی ہیں ان کو جلد تر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ان عیدوں کے سانسوں میں سانس ملا کر سانس لیں۔ ان کی خوشیاں ہمارے رگ و پے میں پیوستہ ہوں۔ اللہ کرے کہ وہ رونق کے دن جو آ رہے ہیں اور بڑھتے چلے جا رہے ہیں ایک بھرپور بہار میں تبدیل ہو جائیں۔ ایسی بہار کہ سوکھے ہوئے پودوں کو یہ کہہ سکیں کہ بہار تو ہے چاہے مناؤ یا نہ مناؤ۔

اس ضمن میں جو بعض خوش خبریاں چھوٹی چھوٹی۔ میں نے اس لئے یہ تمہید باندھی تھی خوش خبریاں بتانے سے پہلے کہ کہیں یہ خط نہ آنے شروع ہو جائیں کہ وہ بات پوری ہو گئی بعد گیارہ، وہ اور بات ہے۔ میں نے سمجھا دیا ہے۔ یہ جو خوشخبری ہے اس کا ایک کا تعلق یو۔ کے۔ (U.K.) جماعت سے ہے۔ وہ جماعت کے لئے مرکزی مسجد جس کے لئے بڑی دیر سے تمنا کی تھی اور تحریک کی جا چکی تھی۔ اب اللہ کے فضل سے اس کی کارروائی تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ الحمد للہ۔ کہتے ہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہو گیا۔ مراد یہ ہے کہ جو شرطیں زبانی طے ہونے والی تھیں وہ ہو چکی ہیں۔ جو رسمی تحریریں ہیں شاید وہ باقی ہیں ۔ پس جماعت یو۔کے۔ کو بہت بہت مبارک ہو۔

اور ان کو شاید اکثر کو علم نہیں کہ اس کے خلاف کیسی کیسی سازشیں کی گئی ہیں ۔ بھرپور سازشیں جماعت کے دشمنوں کی طرف سے کی گئیں، یہاں تک کہ یہاں اس سارے علاقہ میں جماعت کے خلاف زہر پھیلایا گیا کہ یہ تو مسیح کے دشمن ہیں، تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرو گے اور ان کو اپنے اندر جگہ دو گے جو مسیح کے متعلق ایسی ایسی باتیں کرنے والے کے غلام ہیں۔ اور بھی بہت سے فتنے اٹھائے گئے ۔ کرائے کے ٹٹو بلوائے گئے، شور مچائے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ جس کسی عطا کا فیصلہ کر لیتا ہے تو ایسے لوگوں کو کچھ بھی توفیق نہیں ملتی۔ ساری باتیں ان کی رائیگاں گئیں اور اس کونسل کے جو کونسلرز ہیں انہوں نے سب باتیں سننے کے باوجود پہچانا کہ یہ کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا آپ بالکل فکر نہ کریں۔ ہمیں پتہ ہے کہ حاسد لوگ ہیں ۔ محض حسد کر رہے ہیں اور آپ سے بہتر اور شریف جماعت ہمیں میسر نہیں آ سکتی۔ اس لئے ہماری طرف سے دروازے کھلے ہیں، شوق سے آئیں۔ ان لوگوں کی تنگ نظری کی وجہ سے اگر کچھ ہمیں شرطیں لگانی پڑ رہی ہیں تو آپ کا ہمارے ساتھ جب رابطہ بڑھے گا اور سب لوگ دیکھیں گے اور آپ کو پہچانیں گے اور آپ کے اخلاق سے متاثر ہونگے تو پھر پابندیاں بھی آہستہ آہستہ اللہ کے فضل کے ساتھ دور ہو جائیں گی۔ تو ان شرائط کے ساتھ جن کا میں نے ذکر کیا ہے ہم نے اس بات کو قبول کر لیا ہے۔

انشاءاللہ اب آئندہ اس کی تعمیر کا دور شروع ہوگا۔ جیسا کہ پہلے حصے میں جماعت نے قربانیاں دی ہیں ابھی کچھ ضرورت ہے ۔ باقی امید ہے امیر صاحب دورہ کریں گے ۔ یو۔کے۔ کا اور ایک بلال کو بھی ساتھ لے جائیں، جھولی پھیلانے والے کو۔ اللہ توفیق دے یہ دورہ بہت کامیاب ہو اور جو کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہو۔ میرا خیال تھا اور کچھ میں نے امیر صاحب کو امید بھی دلادی تھی غلطی سے کہ فکر نہ کریں جو زائد ہوگا، ضرورت ہو گی وہ ہم جماعت کے مرکزی فنڈ سے دے دیں گے۔ لیکن ایم ٹی اے کی ضروریات زیادہ غالب ہیں ۔ ان کا سب دنیا سے تعلق ہے اور بہت بڑے بڑے سودے ہمیں عالمی سطح پر کرنے پڑے ہیں جن کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے وقار کو، جماعت کے تعارف کو بہت بڑی تقویت حاصل ہو گی۔ اور ایسے ایسے سودے ہیں جن کے نتیجہ میں انشاء اللہ امریکہ، کینیڈا اور جنوبی امریکہ کے کسی حصہ تک انشاءاللہ تعالیٰ چوبیس گھنٹے اب پیغام پہنچ سکے گا۔ اور اس سلسلہ میں بھی وہ آخری شرائط طے عملاً ہو چکی ہیں ان کی بعض تفاصیل رہتی ہیں مگر ایک اور فائدہ

کیا آپ نے الفضل انٹر نیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچیوں کے سلے اور اَن سلے ملبوسات کی ورائیٹی کا مرکز

بیلہ بوتیک

ہر موسم کی مناسبت سے ہر موقع کے لئے ۔ جلسہ، اجتماع، عید، سالگرہ، شادی بیاہ

شادی بیاہ کی خریداری پر خصوصی رعایت

عید کی خصوصی پیشکش —— سٹاک حاضر ہے

Tel: 069-24279400 & 0170-2128820 Kaiserstr.64 - Laden 29 Frankfurt

Bahnhof سے صرف تین منٹ کے فاصلہ پر

اس کا یہ ہو جائے گا کہ امریکہ ہمارے پروگرام بھی سنا سکے گا اور اپنے پروگرام بھی، وہاں کے مقامی پروگرام اپنی ضرورت کے مطابق چوبیس گھنٹے کے زائد وقت میں جتنے چاہے دے سکے گا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سے ہماری نئی نسلوں کی ضرورتیں بہت پوری ہو جائیں گی اور امریکہ میں ایک تبلیغ عام کا ایک دور شروع ہو جائے گا۔

پس یہ بہت بڑی خوش خبری ہے لیکن اتنی بڑی خوش خبری ہونے کے باوجود میں یہ نہیں کہتا کہ بعد گیارہ کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ تھوڑا مانگ لیا تو باقی کیا کریں گے پھر۔ اس لئے ہم نے ہاتھ پھیلائے ہی رکھنا ہے کہ اللہ میاں جزاك الله۔ اللہ میاں کو آدمی جزاك الله نہیں کہہ سکتا مگر بعض دفعہ بے ساختگی میں نکل جاتی ہیں ایسی باتیں۔ کہ اے اللہ تیرا بہت بہت شکریہ لیکن کچھ اور چاہئے۔ ہمارا دامن وسیع ہے اور تیری رحمت بے انتہا ہے۔ اسے ایسا بھر کہ چھلکنے لگے۔ ان دعاؤں کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اس ضمن میں جنہوں نے بہت محنت کی ہے اور خدا کے فضل کے ساتھ ہمیں رشین ٹیلی ویژن کے چنگل سے نجات بخشنے میں بہت ہی کام کیا ہے وہ اور ان کے ساتھ کام کرنے والے دو ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ان خدمات میں نمایاں حصہ لے گئے اور نمایاں برکتیں پا گئے تو ان برکتوں کے خیال کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے، آپ کے اس کپڑے میں سے جو ذاتی طور پر میرے حصہ میں میری والدہ کی طرف سے آیا تھا اس میں سے کچھ ٹکڑا اس سند کے ساتھ کہ آپ کی نیک خدمات کے نتیجہ میں یہ تبرک میں آپ کو دے رہا ہوں میں نے سوچا ہے کہ آج عید کے موقع پر ان کو دے دیا جائے تاکہ اس عید میں یہ بھی ان کی آئندہ نسلیں بھی ہمیشہ کے لئے شامل ہو جائیں۔

(رفیق) حیات صاحب نے شروع کروایا تھا۔ کام زیادہ نصیر شاہ نے کیا ہے۔ لیکن حیات صاحب اول تھے جن کے دماغ میں یہ آئیڈیا آیا تھا کہ نصیر شاہ کرے گا۔ ماشاء اللہ۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرک کا ٹکڑا ہے۔ یہ قمیص جو گرمیوں میں ہلکی ہلکی قمیص پہنا کرتے تھے، ململی۔ یہ اس قمیص سے لیا گیا ہے جو بدن کے ساتھ چسپاں رہتی تھی اور اس زمانہ میں گرمی کے دنوں میں پسینے بھی زیادہ تھے کیونکہ ٹھنڈک کے مصنوعی سامان نہیں تھے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس قمیص میں بارہا آپ کا پسینہ جذب ہوا ہوگا۔ اللہ مبارک کرے۔ آئیں جی سید نصیر شاہ صاحب جو ماشاء اللہ بہت عقل کے ساتھ، بہت حکمت اور پیار سے سب دنیا سے انہوں نے رابطے کئے اور جنون بنا لیا اور جب تک کامیابی نہیں ہوئی اس وقت تک رکے نہیں خدا کے فضل سے۔ بارك الله لكم۔ السلام علیکم۔

(اس کے بعد حضور نے تبرک دونوں احباب میں تقسیم فرمایا اور السلام علیکم کہہ کر تبرک دینے کے بعد بارك الله لكم کی دعا دی۔ ساتھ دوسرے احباب نے بھی مبارک باد دی اور حضور نے فرمایا): آیئے اب اس کے بعد خطبہ ختم ہوگا اور ہم دعا میں شامل ہونگے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:

وہ ہمارے بھائی جو عید میں شریک ہیں، مختلف جگہ اس وقت، وقت عید کا یہ تو سب جگہ یکساں نہیں مگر شامیں ہیں کہیں، کہیں صبحیں ہیں ان سب کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ سارے اجتماع چاہتے ہونگے کہ ہمارا ذکر بھی چلے۔ مگر وقت کے محدود ہونے کی وجہ سے مجبوراً ہر ایک کا نام نہیں لیا جا سکتا۔ مگر میری تصور کی آنکھ ان کو عید پہ آنے سے پہلے ہی سے دیکھتی رہی ہے۔ سارے Scan کرتا رہا ہوں۔ کہیں جاپان میں کبھی پہنچا، کبھی آسٹریلیا، کبھی انڈونیشیا، کبھی پاکستان، کبھی امریکہ، کبھی افریقہ تو بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں یہ عید دکھائی جا رہی ہے یا کل دکھائی جا رہی ہو گی۔ وہ سب ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ ہم ان سب کو پھر ایک دفعہ مبارک باد دیتے ہیں۔

سب یادوں سے زیادہ درد انگیز یاد اسیران راہ مولیٰ کی ہے اور وہ جن کو شہید کیا گیا، جن کے بچے بظاہر بے سہارا ہیں مگر خدا کے نظام میں، محمد رسول اللہ ﷺ کے نظام میں کوئی بے سہارا نہیں، کوئی یتیم نہیں ہے۔ اس لئے جماعت اپنے فرائض کو خدا کے فضل سے پوری طرح سرانجام دے رہی ہے۔ مگر جو دل کے معاملات ہیں وہ دل ہی کے معاملات ہیں ان کے دل ہی جانتے ہیں جن کے پیارے ان کے ہاتھ سے جاتے ہیں جن کی آزادیاں چھین لی گئی ہوں۔ تو اس پہلو سے دعاؤں کی بہت ضرورت ہے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنی رحمت سے خود ان کے دلوں میں جگہ بنائے، ان کو پیار دے، ان کا سہارا بنے اور ان کی جزا کا دور جلد سے جلد شروع ہو۔ وہ جن کو خوشیاں پہنچی ہیں آج کے دن زائد خوشیاں پہنچی ہیں اللہ ان خوشیوں کو بھی دائمی کر دے اور برکتیں بڑھا دے۔ وہ جن کو آج کے دن یا قریب کے دن میں غم پہنچے ہیں اللہ ان کے غم کاٹ دے اور ان کے لئے اپنی خوشیوں کے دور شروع کرے۔ ان دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور ان سب کارکنوں کے لئے جو دن رات احمدیت کی خدمت میں مگن ہیں اور یہ جذبہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ آیئے اب دعا کر لیں۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

اترتا ہے؟ اصل یہ ہے کہ وہ دل پر اترتا ہے۔ تیسرا پہر بالعموم تہجد کا وقت ہوتا ہے نیز یہاں رمضان کی شرط نہیں لگائی گئی بلکہ ہر رات کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ سارا سال ہی اترتا ہے۔ آپ تو خدا تعالیٰ کو تلاش کرتے ہی ہونگے لیکن خدا تعالیٰ حقیقۃً ایسے بندوں کی تلاش میں رہتا ہے کہ کون ہے جو میری بخشش طلب کرے اور میں بخشوں۔ فرشتوں کے اترنے کا بھی یہی مطلب ہے۔ ایک تو یہ کہ چونکہ فرشتے بھی خدا تعالیٰ کے ذکر کو پسند کرتے ہیں اس لئے وہ ان کے قلب کے اردگرد اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ دوسرے یہ مطلب ہے کہ مومن لوگ فرشتہ سیرت ایسی مجالس میں اکٹھے ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ رات کی آخری گھڑیوں میں خصوصی طور پر اس لئے ذکر آتا ہے کیونکہ یہ وقت ایسا ہوتا ہے کو ریاکاری سے پاک ہے کوئی دکھاوا نہیں ہوتا۔ دوسرے انسان دنیاوی کاموں سے بظاہر فارغ ہوتا ہے اور محض اللہ تعالیٰ کی خاطر انسان اٹھتا ہے اور بنی نوع انسان سے بے پرواہ ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث پیش کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یہ دعا نہیں کرنی چاہئے کہ اے خدا تو چاہے تو بخش دے اور چاہے تو نہ بخش بلکہ جو بھی مانگنا ہو وہ وثوق سے، پختگی سے لیکن الحاح سے مانگنا چاہئے کیونکہ خدا تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز ہے اور وہی ہے جو دے سکتا ہے اور اسے کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض لوگ خدا تعالیٰ کو آسائش میں بھول جاتے ہیں اور تنگی میں یاد کرتے ہیں لیکن آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہئے کہ وہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے"۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضورؐ کی ساری زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کی توحید کا علم بلند کرنا تھا اس لئے فرمایا "اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ"۔ اب یہاں خدا تعالیٰ کی توحید کا ذکر فرمایا ہے، اپنی عبودیت کا کوئی ذکر تک نہیں فرمایا۔

حضور نے آنحضرتؐ کی ایک اور حدیث پیش فرماتے ہوئے نصیحت کی کہ اس دنیا میں عذاب سہنے کی دعا نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ایک صحابیؓ نے آنحضرتؐ کے پوچھنے پر جب آپؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تھے اور اس نے کہا تھا کہ یہ اس لئے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے اسی دنیا میں آخرت کا عذاب دے دے تو آپؐ نے فرمایا "سبحان اللہ! تم نہ تو اس سزا کو برداشت کر سکتے ہو اور نہ اس کی استطاعت رکھتے ہو۔ تم نے یہ دعا کیوں نہ مانگی کہ اے ہمارے اللہ! ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا"۔

دعا کے ضمن میں حضور نے فرمایا کہ مایوس نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی بے صبری دکھانی چاہئے۔

اس بارہ میں حضور نے ایک بزرگ کا واقعہ بھی سنایا جس کو اس کے ایک مرید نے کہا تھا کہ آپ کو جب انکار ہو گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا نہیں سنی تو آپ پھر کیوں دعا کر رہے ہیں۔ اس نے کہا تھا کہ تو ایک دو راتوں میں ہی تنگ پڑ گیا ہے، میں تو ۳۰ برس سے یہ دعا کر رہا ہوں اور یہی جواب پاتا ہوں۔ اس پر آواز آئی کہ جا میں نے اس عرصہ میں کی گئی تیری تمام دعائیں قبول کیں۔

آخر پر حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیش فرمایا۔ حضورؑ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ "...... تو ان کو کہہ دے کہ میں نزدیک ہوں یعنی تم میں اور تمہارے غیروں میں یہ فرق ہے کہ تم میرے مخصوص اور قریب ہو اور دوسرے مہجور اور دور ہیں۔ جب کوئی دعا کرنے والوں میں سے جو تم میں سے دعا کرتے ہیں تو میں اس کا جواب دیتا ہوں یعنی میں اس کا ہمکلام ہو جاتا ہوں اور اس سے باتیں کرتا ہوں اور اس کی دعا کو پایۂ قبولیت میں جگہ دیتا ہوں۔ پس چاہئے کہ قبول کریں حکم میرے کو اور ایمان لاویں تاکہ بھلائی پاویں"۔ (جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۳۲)

نیو فرحت علی جیولرز from ربوہ

سونے چاندی کے ہر قسم کے زیورات کی مرمت کے لئے تشریف لائیں

چاندی میں لیڈیز الیس اللہ والی انگوٹھیاں اور گن ٹوپس سے ناک اور کان بھی چھیدے جاتے ہیں

Ear-Piercing also done

First Floor 113-A London Road, Mordon ,Surrey

Tel: (020) 8 648 0282

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بغیر کسی کارڈ کے استعمال سے جرمنی میں رہنے والوں کے لئے سستی ٹیلیفون کی سہولت

پاکستان 39 فینی/30 سیکنڈ

امریکہ اور یورپ وغیرہ 6 فینی/30 سیکنڈ

آپ کے اپنے گھر کے فون سے۔

ہمارے پاس ٹیلی فون کارڈز بھی موجود ہیں۔ کیشن پر دس عدد سے زیادہ منگوا سکتے ہیں

Tel: 06233 480056 Fax: 06233 480057

Mobile: 0171 9073453

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق کریمانہ (عیادتِ مریض)

آنحضرت ﷺ نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق کے بیان میں عیادت مریض کو اوّلیت دی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب قرار دیا ہے۔ خود آنحضرت ﷺ مریض کی عیادت میں مسلم و غیر مسلم کا کوئی امتیاز روا نہ رکھتے تھے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومن مریض کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۵ و ۲۶ / مارچ ۹۹ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلق کریمانہ کا بیان کرتے ہوئے مکرم نصراللہ خان صاحب ناصر نے تیمارداری اور عیادت کو موضوع بنایا ہے۔

حضرت مہر حامد علی صاحبؓ کا مکان قادیان سے باہر وہاں تھا جہاں کوڑا کرکٹ جمع ہوتا ہے۔ اور وہ زمیندار تھے اس لئے گھر میں بھی صفائی کا التزام نہ تھا۔ مویشیوں کا گوبر اور اسی قسم کی دوسری چیزیں پڑی رہتی تھیں۔ وہ بیمار ہوئے تو حضرت مسیح موعودؑ بارہا اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ ہمراہ جانے والے اصحابؓ قدرتی طور پر تعفن اور بدبو سے سخت تکلیف محسوس کرتے لیکن حضور نے کبھی اشارتاً بھی اس کا اظہار نہ کیا اور نہ اس تکلیف نے آپ کو اُن کی عیادت اور خبرگیری سے روکا۔ آپ جب جاتے تو اُن سے بہت محبت اور دلجوئی کی باتیں کرتے، مرض کے متعلق دیر تک دریافت فرماتے اور تسلی دیتے، ادویات بھی بتاتے اور توجہ الی اللہ کی بھی ہدایت فرماتے۔ اگرچہ وہ معمولی زمیندار ہونے کی وجہ سے حضور کی رعایا کا ایک فرد تھے لیکن دیکھنے والے صاف طور پر کہتے کہ کوئی عزیزوں کی خبرگیری بھی اس طرح نہیں کرتا۔

حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ اپنے ایک ناسور کے علاج کے سلسلہ میں قادیان آئے۔ یہاں انہیں ایک مرتبہ طاعون ہو گیا۔ حضور نے اُن کے لئے ایک خیمہ کھلی ہوا میں لگوا دیا اور حضرت شیخ عبدالرحیم صاحبؓ کو تیمارداری کے لئے مقرر کیا۔

حضرت شیخ صاحبؓ نے حضور کے حکم کی تعمیل میں ایثار و قربانی کا وہ نمونہ دکھایا جو قلبی تعلق کے بغیر ممکن نہیں۔ حضور روزانہ دو تین مرتبہ خاص طور پر مولوی صاحبؓ کی خبر منگواتے اور اپنے ہاتھ سے دوائی تیار کر کے بھیجتے۔ اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی اور پھر مولوی صاحبؓ قادیان کے ہی ہو کر رہ گئے۔ یہیں رہتے ہوئے آپ نے بی۔اے کیا اور پھر امریکہ میں تبلیغ کی سعادت پانے کے علاوہ رسالہ ریویو کے ایڈیٹر، تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈماسٹر اور مینیجر بھی رہے۔

حضرت مولانا یعقوب علی عرفانی صاحبؓ ۱۹۰۱ء میں ناسور ہونے کی وجہ سے سخت بیمار ہو گئے اور جب ایک سال تک مختلف ڈاکٹروں کے علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہوا تو کسی کے مشورہ پر قادیان آگئے۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ نے ناسور دیکھا تو فرمایا کہ اس کا رُخ دل کی طرف ہو گیا ہے اس کے لئے دوا کی نسبت دعا کی زیادہ ضرورت ہے۔ چنانچہ نماز کے وقت مسجد میں جب حضورؑ تشریف لائے تو حضرت مولوی صاحبؓ نے آپؓ کو پکڑ کر حضور کے سامنے کر دیا اور صرف اتنا کہا کہ بہت خطرناک مرض ہے۔ حضور نے مرض کی بابت دریافت کیا تو آپؓ جو تیرہ ماہ سے اذیت میں مبتلا تھے، حضور کے چہرہ پر ہمدردی کے آثار دیکھ کر اور زبان مبارک سے پاک کلمات سن کر چشم پُر آب ہو گئے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ ”میں اپنی بساط کو جانتا تھا، میری حالت یہ تھی، محض ایک لڑکا، میلے اور پرانے دریدہ وضع کپڑے، چھوٹے درجہ اور چھوٹی قوم کا آدمی۔ میرے منہ سے لفظ نہ نکلا سوائے اس کے کہ آنسو جاری ہو گئے“۔ حضور نے فرمایا ”مَیں تمہارے لئے دعا کروں گا، انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے“۔ تب حضرت مولوی صاحبؓ نے دوا شروع کی اور آپؓ ایک ہی مہینہ میں تندرست ہو گئے۔ اس کے بعد آپؓ نے اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر قادیان میں ہی رہائش اختیار کر لی۔

ایک موقع پر حضرت عرفانی صاحبؓ کو طاعون ہو گئی۔ حضور نے نہ صرف خاص طور پر دعا کی بلکہ دوا بھی اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے بھجواتے رہے اور دو تین وقت خبر منگواتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفا ہوئی۔ حضور کی شفقت کے ذکر میں آپؓ بیان کرتے ہیں ”مجھے یہ محبت و شفقت اپنے گھر میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی تھی، اس لئے مَیں تو گرویدہ حسن و احسان ہو گیا“۔

اسی طرح حضرت عرفانی صاحبؓ جب حضورؑ کے ہمراہ ایک سفر کے دوران رات گئے دردِ معدہ سے اچانک بیمار ہوئے تو آپؓ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے قریب آکر لیٹ گئے کہ جب وہ کروٹ لیں گے تو مَیں عرض کروں گا۔ اسی اثناء میں آپؓ کے منہ سے ہائے نکلی تو ساتھ کے کمرہ سے حضرت مسیح موعودؑ فوراً تشریف لائے اور پوچھا میاں یعقوب علی کو کیا ہوا؟۔ ساتھ ہی دوسرے احباب بھی اٹھ بیٹھے۔ جب صبح قافلہ قادیان روانہ ہو رہا تھا تو آپؓ نے خدمت اقدسؑ میں عرض کیا کہ حضورؑ یا مجھے ساتھ لے جائیں یا لاہور پہنچا دیں۔ حضور بار بار آپؓ کو تسلی دیتے کہ مَیں انتظام کر کے جاؤں گا، تم کو آرام آجائے گا، اگر کہو گے تو مَیں آج نہیں جاؤں گا۔...... چنانچہ حضورؑ نے دو اصحاب کو آپؓ کی خدمت کے لئے پیچھے چھوڑا اور اس مقصد کے لئے ایک خاص رقم بھی انہیں دی۔ پھر جب آپؓ کو کچھ افاقہ ہوا تو یہ تینوں بھی قادیان چلے آئے اور وہاں چند روز میں آپؓ کامل شفایاب ہو گئے۔

حضرت اقدسؑ کا ایک خادم پیرا پہاڑیا تھا جس کی حالت نیم وحشی سی تھی اور وہ ہر ایک قسم کے آداب اور انسانیت کے معمولی لوازم سے بھی ناواقف تھا۔ اُسے ایک بار طاعون ہوا تو حضور نے کھلی ہوا میں خیمہ لگوا کر اُس میں ٹھہرایا اور تیمارداری کے لئے خان اکبر خان صاحب کو مقرر کیا اور کیوڑہ کے قیمتی عرق کی کئی بوتلیں اُن کے سپرد کیں اور جونکیں لگوانے کے ساتھ ساتھ مختلف ہدایات دے کر فرمایا کہ اس کے علاج میں کسی خرچ کا مضائقہ نہ کیا جاوے۔ خان صاحب نے جونکوں والے کو تلاش کیا لیکن جونکیں مہیا نہ ہو سکیں۔ حکم کی تعمیل نہ ہوئی۔ پیرا فوت ہو گیا۔ اس پر حضور نے خانصاحب کو جونکیں مہیا نہ کرنے پر سخت خفگی کا اظہار کیا۔

اگست ۱۹۰۵ء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیمار ہوئے۔ کاربنکل کا اپریشن متعدد مرتبہ کروانا پڑا۔ بعض اوقات سخت نازک حالت ہو گئی۔ حضور علیہ السلام بار بار حال دریافت فرماتے اور علاج میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے۔ ایک بار جب حالت بہت نازک ہو گئی تو حضور کی خدمت میں اطلاع کی گئی۔ آپ اندر سے کچھ مشک لائے کہ یہ دو۔ اور پھر دعا میں مشغول ہو گئے۔ فرمایا کہ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار دعا ہی ہے۔...... حضرت عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ کئی لوگ شاہد ہیں کہ جونہی حضور نے دعا کے لئے سجدہ میں سر رکھا تو مولوی صاحب کی حالت اصلاح پکڑنے لگی اور ابھی حضور دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ نبض بالکل درست اور طاقتور ہو گئی۔ لیکن اُن ایام میں حضرت کئی رات بالکل نہیں سوئے اور رات کو جب دنیا سوتی تھی تو کئی بار حضرت مولوی صاحبؓ کے دروازہ پر آکر حال پوچھتے تھے اور دعا میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ مَیں نے بہت دعا کی ہے، اس قدر دعا کی ہے کہ اگر تقدیر مبرم نہیں تو انشاء اللہ بہت مفید ہو گی۔

حضرت مفتی فضل الرحمان صاحب کا بیٹا جو پیدائشی گونگا اور بہرہ تھا ساڑھے چار سال کی عمر میں ٹائیفائیڈ سے بیمار ہوا تو حضرت اقدسؑ کئی بار اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔

بہت سے غریب مخلصین جو مہمان خانہ میں رہتے تھے۔ حضور اُن کی تیمارداری کو اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ان میں حاجی الٰہی بخش صاحب لدھیانوی، الٰہی بخش صاحب مالیرکوٹلوی اور حاجی فضل حسین صاحب مہاجر شاہجہانپوری شامل ہیں۔

فجا نامی میلی کچیلی شکل کا ایک یتیم لڑکا حضور کا خادم تھا۔ اس کی طبیعت میں شوخی بہت تھی اور اسی وجہ سے ایک بار کھولتا ہوا پانی گرنے سے وہ جل گیا۔ حضور کو سخت صدمہ ہوا اور آپ ہمہ تن اُس کے علاج میں مشغول ہو گئے۔ حضور نے نہ روپیہ کی پرواہ کی اور نہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی مضائقہ کیا۔ اُس کو ہمیشہ تسلی دیتے اور فرماتے کہ اگر یہ اس صدمہ سے بچ گیا تو نیک ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صحت عطا فرمائی اور وہ ایک مخلص احمدی ثابت ہوا۔

ایک غریب الوطن عبدالکریم کو جب ایک دیوانہ کتے نے کاٹ لیا تو اُن کو علاج کے لئے کسولی بھیجا گیا۔ جب وہ شفایاب ہو کر واپس قادیان آئے تو اچانک بیمار عود کر آئی اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ کسولی سے ڈاکٹروں نے اس بیماری کو لاعلاج بتایا۔ حضور کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے بہت توجہ فرمائی۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کی خبر منگواتے اور اپنے ہاتھ سے دوا تیار کر کے اس کے لئے بھجواتے تھے۔ نہایت اضطراب سے دعائیں بھی کیں اور اللہ تعالیٰ نے اس ناقابل علاج مریض کو شفا بخشی۔

حضرت اقدسؑ قادیان کے رئیس اعظم تھے۔ لیکن انسانی ہمدردی اور غمگساری نے آپ کو اُن بیماروں کی عیادت سے بھی محروم نہیں رکھا جن کا تعلق آپ کی قوم سے نہیں تھا۔ چنانچہ حضور کے کئی نشانوں کے گواہ لالہ شرمپت رائے ایک بار بیمار ہوئے تو حضور اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ اُنہیں اپنی موت کا یقین تھا اور وہ بہت پریشان تھے۔ حضور نے انہیں بہت تسلی دی اور اگلے روز ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو ہمراہ لے کر لالہ صاحب کے گھر گئے اور ڈاکٹر صاحب کو خصوصیت سے علاج پر مامور کیا اور علاج کا بار بھی لالہ صاحب پر نہیں ڈالا۔ وہ ہمیشہ حضور سے کہتے کہ میرے لئے دعا کرو۔ حضور بلاناغہ اُن کی عیادت کو تشریف لے جاتے رہے۔ جب نازک حالت عمدہ میں تبدیل ہو گئی تو وقفہ وقفہ سے جانا شروع کر دیا حتی کہ وہ بالکل صحتیاب ہو گئے۔

اسی طرح لالہ ملاوامل صاحب بھی حضور کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ بائیس سال کی عمر میں بعارضہ عرق النساء بیمار ہو گئے۔ حضور صبح و شام اُن کی خبر خادم کے ذریعہ منگواتے تھے اور دن میں ایک مرتبہ خود تشریف لے جاکر عیادت کرتے تھے اور علاج بھی فرماتے تھے۔ ایک صبح جب خادم خبر پوچھنے گیا تو لالہ صاحب نے پیغام بھیجا کہ حضور خود آئیں۔ حضور فوراً تشریف لے گئے۔ لالہ صاحب کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ حضور نے علاج تجویز کیا جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت عطا ہوئی۔

اگست ۱۹۰۲ء میں ایک قریشی صاحب جو غیر احمدی تھے، حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ سے علاج کی غرض سے قادیان آئے۔ انہوں نے متعدد مرتبہ حضرت اقدسؑ سے دعا کے لئے بھی عرض کیا اور حضور نے دعا کا وعدہ فرمایا۔ ایک روز انہوں نے پیغام بھیجا کہ وہ زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے پاؤں متورم ہونے کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں۔ چنانچہ حضور اگلے روز جب سیر کیلئے نکلے تو اُن کے مکان پر بھی تشریف لے گئے اور عیادت فرمائی۔

حضور کی انسانی ہمدردی ہی تھی کہ علاقہ کی غریب گنوار عورتیں وقت بے وقت اپنے بچوں کو لے کر آپ کے در پر حاضر ہوتیں اور دوا لیتیں۔ بعض گھنٹوں کے حساب سے آپ کا وقت ضائع کرتیں اور اپنے گھر کے حالات اور دوسرے قصّے سنانے بیٹھ جاتیں۔ آپ اشارۃً بھی اظہار نہ کرتے کہ آپ کے قیمتی وقت کا کس قدر حرج ہو رہا ہے۔ ایک روز جب تین گھنٹے تک یہی بازار گرم رہا تو حضرت عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں: ’’مَیں نے عرض کیا کہ حضور! یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے۔...... آپ نے فرمایا: یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ کوئی ہسپتال نہیں، مَیں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں۔ اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے، مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پروانہ ہونا چاہئے‘‘۔

چنانچہ ادویات خواہ کتنی ہی قیمتی ہوں، حضور بے دریغ دیدیتے تھے۔ پھر ادویات کی تیاری کے معاملہ میں خاص احتیاط فرماتے اور کسی خادم کو کہنے کے بجائے خود تیار کر کے دیتے تھے۔ حضور کے اخلاق کریمانہ جو عیادت کے سلسلہ میں ظاہر ہوئے وہ کثیر تعداد میں ہیں اور جو دعائیں آپ نے کیں بلاشبہ وہ اعجاز مسیحائی سے کم نہیں۔

......❁......❁......❁......

چند بزرگوں کا ذکر خیر

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۱۵؍اپریل ۹۹ء میں حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کے قلم سے سلسلہ کے چند بزرگوں کا ذکر خیر ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔

محترم چودھری نذیر احمد خادم صاحب باجوہ ایڈووکیٹ

آپ ۲۱؍دسمبر ۶۴ء کو ایک برات کے ساتھ سرگودھا سے سیالکوٹ واپس جارہے تھے کہ آپ کی کار سیالکوٹ پہنچنے سے دس میل پہلے ایک ٹرک سے ٹکرا گئی۔ آپ چوٹوں کی وجہ سے بیہوش ہوئے اور سیالکوٹ ہسپتال میں ڈاکٹروں نے دوا اور علاج کی ہر ممکن کوشش کی۔ لاہور سے بھی ماہر ڈاکٹر بلائے گئے لیکن آپ اُسی رات دس بجے پچپن سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اگلے روز جنازہ ربوہ پہنچا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ بڑے ذہین و فطین وکیل تھے۔ کئی مشہور جج آپ کی قابلیت کے معترف تھے۔ جماعت کے قانونی معاملات میں آپ کے مشوروں کی ضرورت سمجھی جاتی تھی اور آپ ہر مصروفیت چھوڑ کر ربوہ یا لاہور پہنچ جایا کرتے تھے اور سلسلہ کے کام کو مقدم ٹھہراتے تھے۔ بڑے متین اور منکسر المزاج تھے، کبھی کسی کی بات کو نہ کاٹتے اور نہ بات کرنے میں سبقت لے جاتے۔ اپنی باری پر انکسار لیکن پوری خوداعتمادی سے صائب اور وقیع رائے کا اظہار کرتے۔ تکلف اور تصنع سے دور، بڑے فراخدل، مہمان نواز اور رکھ رکھاؤ کرنے والے تھے۔

۱۹۱۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجھے فرمایا تھا کہ آئندہ زمانہ میں جماعت کو وکلاء کی بڑی ضرورت پیش آئے گی۔ بعد کے واقعات نے حضورؓ کی اس فراست اور پیش بینی کی تصدیق کی اور جماعت کے جن وکلاء کو خدمت سلسلہ کی خوب توفیق ملی اُن میں نذیر احمد صاحب بھی تھے۔ آپ ضلع سیالکوٹ کے نائب امیر تھے۔

محترم حاجی فضل محمد صاحب کپورتھلوی درویش قادیان

آپ موضع بجولہ ریاست کپورتھلہ کے رہنے والے تھے۔ ۲۶؍نومبر ۶۶ء کو قادیان میں وفات پائی۔ ۱۹۲۰ء میں جب آپ ملازمت سے سبکدوش ہوکر کپورتھلہ آئے تو آپکے تعلقات میرے والد صاحب سے پیدا ہوگئے اور اُن کی دعوت الی اللہ سے آپ نے احمدیت قبول کرلی اور اخلاص اور قربانی میں ترقی کرتے چلے گئے۔ گو آپکی تعلیم معمولی تھی لیکن بڑے ذہین آدمی تھے۔ منطقی جرح کے ساتھ مسائل کو اس طریق پر پیش کرتے کہ مخالف لاجواب ہو جاتا۔ آپکی دعوت الی اللہ سے بھی بعض دوستوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

جب حضرت مصلح موعودؓ نے قیام پاکستان کے بعد ایک قافلہ درویشوں کا قادیان بھجوایا تو محترم حاجی صاحب بھی اس میں شوق سے شامل ہوئے اور پھر آخر دم تک اپنے عہد کو نبھایا۔

محترم میاں محمد اسماعیل صاحب لائلپوری

آپ ۴۷ء میں داراپور ضلع گورداسپور سے لائلپور آئے تو بالکل تہی دست تھے لیکن خوب محنت سے انہوں نے تجارت شروع کی تو چند ہی سال میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہوگئے۔ ۵۲ء میں آپ کی گھی کی دکان سر بازار لوٹی گئی لیکن آپ کوئی شکایت زبان پر لائے بغیر اپنے کام میں مگن رہے۔ ۵۳ء میں اس سے بھی زیادہ نامساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے انہیں بخوشی برداشت کیا۔ اس کے بعد آپ کے کاروبار نے بہت ترقی کی اور کئی دکانیں قائم کیں۔ آپ کو ۱۹۴۱ء میں قبول احمدیت کی توفیق ملی تھی۔ بہت فدائی اور جماعتی کاموں میں شوق سے حصہ لینے والے تھے۔ اپنی وفات سے ایک ہفتہ قبل مسجد احمدیہ کی محراب میں بغیر کسی تحریک کے ازخود پنکھا لگوادیا۔

۱۲؍مئی ۶۸ء کو آپ بعارضہ قلب بیمار ہوئے اور ۱۶؍مئی کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔

......❁......❁......❁......

خواجہ میر دردؒ

❁ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ’’اردو کلاس‘‘ میں محاوروں کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ میر دردؒ کے بارہ میں فرمایا:-

’’میر درد بھی محاوروں کے بادشاہ ہیں، ان کی زبان ٹکسالی زبان ہے۔ وہ بہت بلند پایہ اور بہت اونچے شاعر تھے اور ان کی زبان بہت پیاری تھی۔ میر درد، حضرت اماں جانؓ جو حضرت مسیح موعودؑ کی اہلیہ تھیں، ان کے آباء میں ایک بہت چوٹی کے اردو کے شاعر گزرے ہیں جو صوفی تھے اور شعروں میں بہت معرفت کی باتیں کیا کرتے تھے۔ لوگوں کو عام سے شعر نظر آتے ہیں مگر ان میں قرآن کی باتیں، خدا سے محبت کی باتیں اور دین کی باتیں بیان ہوتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ مذہب کی باتیں تھیں زبان اتنی پیاری تھی کہ اس سے کبھی کوئی شخص بور نہیں ہوتا تھا۔ محاورے کی زبان کی وجہ سے ان کے شعر کے اندر بہت مزہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں

آپ سے ہم گزر گئے کب کے
کیا ہے ظاہر میں وہ سفر نہ ہوا

پاس ہی ہیں مگر بہت دور رہتے ہیں۔ بظاہر کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ آپ نے ہمیں بھلادیا ہے۔ جیسے ہم گزر چکے ہیں۔

❁ روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۱۶؍اپریل ۹۹ء میں خواجہ میر دردؒ کی زندگی اور شاعری کے بارہ میں ایک تفصیلی مضمون مکرم راشد متین احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

خواجہ میر دردؒ ۱۷۲۰ء میں خواجہ محمد ناصر عندلیب کے ہاں دہلی میں پیدا ہوئے جو عشق حقیقی کے علمبردار تھے اور صوفیا کے طریق پر خشوع و خضوع سے عبادت کرتے تھے۔ آخر ایک کشف میں ایک بزرگ کے ذریعہ انہیں ولایت سے نوازا گیا اور یہ خبر دی گئی ’’ایک خاص نعمت تھی جو خانوادہ نبوت نے تیرے واسطے محفوظ رکھی تھی۔ اس کی ابتداء تجھ پر ہوئی ہے اور انجام اس کا مہدی موعود پر ہوگا‘‘۔ اس پر انہوں نے ایک نئے طریق ’’طریقہ محمدیہ‘‘ کی بنیاد ڈالی اور سب سے پہلے میر درد کی بیعت لی اور آپ کو "اوّل المحمدین" کہہ کر مخاطب کیا۔ وہ عظیم الشان نعمت اُس وقت پوری ہوئی جب میر درد کے پڑنواسے حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی صاحبزادی حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے عقد میں آئیں۔

میر درد کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے حضرت بہاؤالدین نقشبندیؒ سے اور والدہ کی طرف سے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔ آپؒ کے بزرگ بخارا سے ہجرت کر کے عالمگیر کے زمانہ میں ہندوستان آگئے تھے۔

جب دردؔ نے آنکھ کھولی تو دہلی اجڑنے کو تیار تھی اور مغلیہ سلطنت زوال پذیر تھی۔ دردؔ کی پرورش مذہبی ماحول میں ہوئی اور آپ نے مروجہ علوم عربی و فارسی کے علاوہ قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر اور تصوف میں بھی مہارت تامہ حاصل کی۔ فن موسیقی میں بھی کمال حاصل کیا۔ فارسی میں پہلی کتاب صرف پندرہ سال کی عمر میں تحریر کی۔ آپ کے مزاج میں اعتدال، حلم و تحمل کی صفات خوب تھیں۔ والد کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے لیکن مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف اور شعروشاعری کا سلسلہ جاری رکھا۔

دردؔ نے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی بجائے اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ غزل و رباعی کو بنایا۔ آپ کی شاعری تصوف کی شاعری ہے۔ آپ نے شاعری کو کبھی پیشہ کے طور پر استعمال نہیں کیا اور ہمیشہ قصیدہ اور ہجو سے اپنا دامن بچا کر رکھا۔ وہ مسلسل ایک سفر میں دکھائی دیتے ہیں جو ذات باری تعالیٰ تک رسائی کا سفر ہے اور اس سفر میں عقل کی نسبت دل کو بہتر جانتے ہیں۔

باہر نہ آسکی تو قیدِ خودی سے اپنی
اے عقلِ بے حقیقت دیکھا شعور تیرا

دردؔ کے کلام میں کثرت سے صوفیانہ اصطلاحات کا استعمال نظر آتا ہے

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تُو سما سکے

خواجہ میر درد نے بہت تھوڑا کلام یادگار چھوڑا ہے لیکن تمام کلام ہی سراپا انتخاب ہے۔

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

بعض مشکل مضامین کو میر نے دیکھئے کس خوبی سے بیان کیا ہے:

وائے ناکامی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

حضرت میر درد جنوری ۱۷۸۵ء میں ۶۶ برس کی عمر میں انتقال کرگئے۔ آپ نے بارہ تصانیف پیچھے چھوڑیں جن میں صرف آپ کا دیوان اردو زبان میں ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

یا ربّ! یہ کیا طلسم ہے ادراک و فہم یاں
دوڑے ہزار آپ سے باہر نہ جا سکے

اُن لبوں نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
ہم رو سیاہ جاتے رہے نام رہ گیا

قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے
اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقا، کہ خداوند ہے تُو لوح و قلم کا
ہے خوف اگر جی میں، تو ہے تیرے غضب کا
اور دل میں بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا

......❁......❁......❁......

اعزاز

☆ مکرم ندیم احمد صاحب نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے ایم۔ایس۔سی فزکس میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

07/12/99 - 13/01/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 7th December 1999
29Ramadhan 1420

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Workshop (R)
01.00 Dars ul Quran (R)
02.30 Liqa Ma'al Arab, No.431 (R)
03.25 News review
04.25 Muzakarah
04.55 Homeopathy Class, No. 88 (R)
06.05 Tilawat, Dars-ul-Hadith, News
06.50 Children's Corner: Workshop (R)
07.20 Quiz: 'History of Ahmadiyyat No. 21 (R)
07.55 Siraiky Programme: Friday Sermon (R)
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 431(R)
10.10 News Reviews
11.10 Bengali Service: Various programmes
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00 Friday Sermon
14.00 Documentary
14.30 Mulaqat: With Hazoor and Young Lajna (R)
15.25 Friday Sermon: With Hazoor (R)
16.25 Children's Corner: Class No.11, Part 2
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, Hadith
18.20 Urdu Class: Lesson No.147, Rec: 03.03.96
19.20 Sports review
19.40 Liqa Ma'al Arab: No.432, Rec: 06.08.98
20.35 Belgian Programme:Children's Class No.15
21.20 Medical Matters: "Heart"
21.55 Friday Sermon: (R)
23.05 Mulaqat with Huzoor and young lajna (R)

Saturday 8th January 2000
1st Shaban 1420

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Eid Celebrations 1999 —— Presentation of MTA Canada
01.15 Liqa Ma'al Arab: No.432, Rec: 06.08.98 (R)
02.10 Weekly Preview
02.20 Friday Sermon:By Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
03.25 Urdu Class: Session No.147 Rec: 03.03.96
04.30 Computers For Everyone: Part No.31
05.00 Mulaqat: Huzoor and Young Lajna (R)
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, Preview, News
07.00 Children's Corner: Eid Celebrations 1999 —— Presentation of MTA Canada
07.30 Mauritian Programme
08.0 Eid Programme 1999 From Pakistan
09.00 Liqa ma'al Arab No.432, Rec: 06.08.98 (R)
10.00 Urdu Class: Session No. 147 Rec: 03.03.96
11.00 Indonesian Service: Eid Celebrations
11.15 Dars-ul Quran LIVE
12.05 Tilawat, News, Nazm
12.30 Children Eid Programme: (Pakistan)
13.00 Eid Sermon: By Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
13.50 Eid Milan Programme From Pakistan
14.50 Bengali Service
15.50 Eid Sermon: By Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec: 08.01.00
16.55 German Service
16.00 Tilawat, Dars ul Hadith
19.25 Weekly Preview
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 433
20.40 Documentary
21.00 Eid Sermon: Rec: 08.01.00 By Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.00 Eid Milan Programme From Pakistan

Sunday 9th January 2000
2 Shaban 1420

00.05 Tilawat, News
00.40 Quiz: Khutbat-e-Imam (R) 22nd & 29th May 1998 Khutbaats (R)
01.00 Eid Sermon: Rec: 08.01.00 By Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.00 Canadian Horizons: Children's Class No.30
03.00 Eid Milan Programme From Pakistan
03.55 Urdu Class: Lesson No.148 (R)
05.00 Mulaqat: Huzoor and Atfal (R)
06.05 Tilawat, News, Preview
07.00 Weekly Preview
07.10 Quiz: Khutbat-e-Imam (R) 22nd & 29th May 1998 Khutbaats (R)
07.30 Q/A Session
08.50 Liqa Ma'al Arab
09.50 Urdu Class: Lesson No. 148 Rec: 08.03.96
10.50 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No.150
13.10 Friday Sermon: By Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec: 09.01.00(R)
14.10 Bengali Service
15.10 Rencontre Avec Les Francophones:
16.10 Weekly Preview
16.25 Children's Corner
16.55 German Service
18.00 Tilawat, Dars ul Hadith
18.10 Children's Class: with Huzoor Class No. 149 Rec: 09.06.96
19.15 Weekly Preview
19.30 Liqa Ma'al Arab With Hadhrat Khalifatul Masih IV Session No: 434 Rec: 12.08.98
20.30 Moshaira
21.30 Dars ul Qur'an, No:14 Rec: 08.02.95, (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones (R)

Monday 10th january 2000
3 Shaban 1420

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Class: with HuzoorRec: 16.12.95
01.05 Liqa Ma'al Arab With Hadhrat Khalifatul Masih IV Session No: 434 (R)
02.05 Interview
03.05 Urdu Class: Session No.149 (R)
04.11 Chinese Class No: 150
04.50 Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: With Huzoor (R) Class No.47 Final Part Rec: 16.12.95
07.00 Dars ul Quran No: 14
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No. 437 (R)
09.35 Urdu Class: Lesson No.149 Rec: 09.06.96
10.40 Dars Malfoozat
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.00 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian Lesson No. 46
13.05 MTA Sports Table Tannes
13.50 Islamic Quiz
13.55 Bengali Service
14.55 Mulaqat: With Huzoor Rec: 09.01.00
16.00 Documentary: Visit To Muree
16.25 Children's Corner: With Huzoor Class No.48 Rec: 23.12.95
16.55 German service
18.00 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Children's Class:With Huzoor, No.150 Rec: 15.03.96
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.435 Rec: 21.10.99
20.35 Turkish Programme
22.21 Islamic Teachings
22.25 Mulaqat: With Huzoor and Khuddam (R) Rec: 09.01.00
23.25 Learning Norwegian Lesson No. 46

Tuesday 11th January 2000
4 shaban 1420

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Class: with Huzoor , No. 48 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 435 (R)
02.00 MTA Sports Table Tennis Production of MTA Pakistan
02.55 Urdu Class No.150 With Hazoor (R)
04.00 Dars ul Hadith
04.15 Learning Norwegian Lesson No. 46
05.00 Mulaqat: With Huzoor and young Lajna
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Class: with Huzoor, No.48 (R)
07.05 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 17.07.98
08.10 Islamic Teachings
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No. 435 (R)
09.55 Urdu Class: Lesson No. 150 Rec: 15.03.96
10.55 Indonesian Service (R)
12.00 Tilawat, News
12.40 Learning Swedish: Lesson No.31
13.00 Rencontre Avec Les Francophones
14.00 Bengali Service
15.05 Tarjumatul Quran Class No.55 Children's Corner: Yassernal Quran Class No.1
16.25 Children's Corner: Entertaining And Educational Programe
16.55 German Service
18.00 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: Lesson No. 151 Rec: 22.03.96
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No. 436
19.36 Norwegian Programme: Christianity From Facts to Fiction No.17
21.00 Rencontre Avec Les Francophones
22.02 Hamari Kaenat: Programme No.28
22.30 Tarjumatul Quran Class Rec: 11.05.95
23.35 Learning Swedish: Lesson No.31

Wednesday 12th January 2000
5 Shaban 1420

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Programme Waqfeen – e – nau Rabwah (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 436 Rec: 28.10.99
02.05 Rencontre Avec Les Francophones: Rec: 11.01.00
03.10 Urdu Class: Lesson No. 151 (R) Rec: 22.03.96
04.20 Learning Swedish: Lesson No.31
04.50 Tarjumatul Quran Class: Class No.55 Rec: 11.05.95
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Programme Waqfeen – e – nau Rabwah (R)
07.10 Swahili Programme: Muzakra, Part 1 Host: Maulana Abdul Basit Shahid Sahib
08.15 Hamari Kaenat: Programme No.28 Topic: "The Earth and The Solar System"
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 436 (R) Rec: 28.10.99
09.50 Urdu Class: Lesson No. 151 Rec: 22.03.96
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.00 Tilawat, News
12.35 Learning Spanish: Lesson No.18
13.05 Tabarukat : Speech J/S 1974
13.55 Bengali Service: Mulaqat With Hazoor Rec: 12.01.00
15.05 Tarjumatul Quran Class: Class No.56 Rec: 17.05.95
16.10 Children's Corner: Guldasta Presentation Of MTA Lahore, Pakistan
16.55 German Service: Various Items
18.00 Tilawat, News
18.30 Urdu Class: Lesson No. 152 Rec: 23.3.96
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No. 437 Rec: 4.11.99
20.35 MTA France: Aurore
20.55 Mulaqat With Hazoor Rec: 12.01.00
22.30 Tarjumatul Quran Class: Class No.56 Rec: 17.05.95
23.30 Learning Spanish: Lesson No.18

Thursday 13th January 2000
6 Shaban 1420

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Guldasta (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 437 Rec: 04.11.99
02.0 0 Mulaqat With Hazoor Rec: 12.01.00
03.10 Urdu Class: Lesson No.152 Rec: 23.03.96
04.15 Learning Spanish: Lesson No.18
04.55 Tarjumatul Quran Class: Class No.54 Rec: 04.05.95
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Guldasta (R)
07.05 Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 19.03.99
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 437 (R) Rec: 04.11.99
09.55 Urdu Class: Lesson No. 152 Rec: 23.03.96
10.55 Indonesian Service: Tilawat...
12.00 Tilawat, News
12.40 Learning Arabic: Lesson No. 25
13.00 Mulaqat: With Hazoor And Atfal Rec: 13.01.00
14.05 Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor Rec: 11.06.99
15.00 Homeopathy Class: Lesson No. 89
16.05 Children's Corner: Final Part "Tafreehi Programme Wagfeen-e-nau Rawalpindi"
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: Lesson No. 153 Rec: 24.03.96
19.31 Liqa Ma'al Arab: Session No. 438 Rec: 11.11.99
20.30 MTA Lifestyle:Al-Maidah "Chicken Roll"
20.55 Mulaqat: With Hazoor And Atfal Rec: 13.01.00
21.55 Quiz: History of Ahmadiyyat, No. 22
22.30 Homeopathy Class No. 89 (R)
23.35 Learning Languages: Arabic Lesson No.25

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8870 8517

Fax: (020)8 875 0249

Vol. 7 Friday, January 1, 2000 Issue No. 1

بقیہ: درس القرآن از صفحہ نمبر۲

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "وَاَحِبَّآؤُهٗ مین "و" تفسیری ہے یعنی اَبْنٰٓؤُا اللّٰه کے معنی اَحِبَّآؤُهٗ کے ہیں۔ فرماتا ہے احمقو! اپنے آپ کو اَبْنٰٓؤُا اللّٰه کہہ کر اَحِبَّآؤُهٗ قرار دیتے ہو مگر مسیح علیہ السلام کے لئے ابن اللہ بول کر ابن اللہ ہی مراد لیتے ہو۔ بائبل میں آتا ہے کہ یہودی اور عیسائی اپنے آپ کو ابناء اللہ کہتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ تم مسیح علیہ السلام کو بھی ابن اللہ کہتے ہو اور اپنے آپ کو بھی ابن اللہ کہتے ہو۔ ان کو کیوں اپنے جیسا ابن اللہ نہیں مانتے۔ ان کو خدا بناتے ہو اور اپنے آپ کو نہیں، یہ فرق کیوں؟ تمہیں چاہئے کہ جس قسم کا ابناء اللہ اپنے آپ کو قرار دیتے ہو، اسی قسم کا ان کو بھی سمجھو"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کے بارہ میں فرمایا ہے کہ "اس جگہ ابناء کے لفظ کا خداتعالیٰ نے کچھ رڈ نہیں کیا کہ تم کفر بکتے ہو بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تم خدا کے پیارے ہو تو پھر وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے؟"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عام مشاہدہ تو یہ ہے کہ خدا کے پیاروں کو اس دنیا میں بہت دکھ دیئے جاتے ہیں اور اس طرح بظاہر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر اور اس مشاہدہ میں تضاد نظر آتا ہے۔ اس بارہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ دکھ اور تکالیف دراصل ظاہری آنکھ سے نظر آرہے ہوتے ہیں لیکن اگر اندرونی آنکھ سے دیکھیں تو وہ راحت محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔

آیت نمبر ۲۱: "وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ...."۔ علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ کسی اور قوم میں اس طرح انبیاء مبعوث نہیں ہوئے جس طرح بنی اسرائیل میں نبی آئے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضورؐ نے بہت سے علماء کو جو دراصل تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر پورے اترتے تھے، بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح قرار دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ نبی کا نام انہیں کیوں نہیں دیا گیا؟ دراصل آنحضرت ﷺ نے معیار نبوت کو بہت بلند کر دیا ہے اس لئے آنحضورؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء کی شان کے تو میری امت کے علماء بھی ہیں۔ اس سے آنحضرتؐ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۲۲: "يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ .... وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ ...."۔ ارض مقدسہ سے مراد؟ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ارض مقدسہ کے سلسلہ میں علامہ رازی لکھتے ہیں "یہ بھی کہا گیا ہے کہ قوم موسیٰؑ جب مصر سے نکلی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ انہیں ارض شام میں بسائے گا اور بنی اسرائیل ارض شام کو "ارض موعود" کہا کرتے تھے"۔

علامہ رازی فرماتے ہیں کہ ارض مقدسہ وہ زمین ہے جسے آفات سے پاک اور محفوظ کیا گیا ہو جبکہ مفسرین نے کہا ہے کہ وہ زمین جو شرک سے پاک تھی اور انبیاء کی جائے قرار تھی اسے ارض مقدسہ کہتے ہیں۔ علامہ رازی اس سے متفق نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت موسیٰؑ نے اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ فرمایا تھا اس وقت تو وہ زمین شرک سے پاک نہ تھی اور نہ ہی انبیاء کی جائے قرار تھی۔ ہاں یہ کہنا ممکن ہے کہ قبل ازیں وہ زمین ان صفات والی تھی۔

عکرمہ، سدی اور ابن زید کے نزدیک یہ ارض مقدسہ "اریحا" ہے جبکہ کلبی نے اس سے دمشق، فلسطین اور اردن کا کچھ حصہ مراد لیا ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد "طور" ہے۔

ارتداد کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے کہ ارتداد انسان خود کیا کرتا ہے، کسی دوسرے کو اختیار نہیں کہ وہ کسی کو مرتد کر دے۔ لیکن احمدیوں کے ساتھ عجیب ہو رہا ہے کہ انہیں مولوی مرتد کہتے اور نکاحوں تک کو ختم کرنے کا اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ چونکہ فلاں احمدی ہو کر مرتد ہو گیا ہے اس لئے اس کا نکاح بھی ختم ہو گیا ہے۔

آیت نمبر ۲۳: "قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ............"۔ علامہ علی الطبرسی کہتے ہیں کہ "قہار اور جبار کی صفت مخلوق کے لئے محل ذم میں استعمال ہوتی ہے"۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے اس سے اتفاق نہیں کیونکہ غیر اللہ کے متعلق بھی جبار، مدح کے طور پر استعمال ہو سکتا ہے جیسے حضرت مصلح موعود نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ جبر کا لفظ ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے کے لئے آتا ہے۔ اور جو ہڈیاں جوڑتا ہے اس کے لئے مدح کے رنگ میں ہی یہ لفظ استعمال ہو گا۔

آیت نمبر ۲۴: "قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ ...."۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دو آدمی کون تھے، اس بارہ میں مختلف مفسرین کی مختلف آراء ہیں اور بعض یوشع بن نون اور کلب کے بارہ میں سمجھتے ہیں کہ یہ تھے۔ لیکن میں تو یہی سمجھتا رہا اور اب بھی سمجھتا ہوں کہ یہ موسیٰؑ اور ہارونؑ تھے۔ کل جب میں درس کے لئے نوٹس دیکھ رہا تھا تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور تقویت ملی کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ان دو مردوں سے موسیٰؑ اور ہارونؑ ہی مراد لیا ہے۔ اور دراصل یہی مسلک درست ہے کیونکہ بقیہ کا تو ذکر کہیں نہیں ملتا۔

آیت نمبر ۲۵: "قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ............"۔ حضور انور نے بعض احادیث کا ذکر کرنے اور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت خلیفہ اوّلؓ کے بعض اقتباسات پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ اگرچہ موسیٰؑ بنی اسرائیل کے لئے خدا کی طرح تھے (گنتی ۱۲ باب ۲۳ و گنتی ۱۴ باب ۱۔۳) اور بے شمار آپ کے ان پر احسانات تھے لیکن پھر بھی موسیٰؑ کی بات ماننے سے وہ انکار ہی کرتے رہے۔ اب ذرا آنحضورؐ کے صحابہؓ کے ساتھ ان کا موازنہ تو کر کے دیکھیں۔ آنحضورؐ کو انصار مدینہ نے پناہ دی تھی۔ میثاق یہی تھا کہ اگر مدینہ پر حملہ کیا گیا تو انصار آنحضورؐ کا ساتھ دیں گے لیکن جب مقابلہ کے لئے باہر نکلنا پڑا تو آنحضورؐ کے بار بار پوچھنے پر کہ تمہارا کیا مشورہ ہے؟ تو انصار نے یہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پہلے تو ہمیں پتہ نہیں تھا اب تو ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے، پیچھے بھی لڑیں گے، دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے خدا کی قسم دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک کہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ اسی طرح انہوں نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم تو بحر ظلمات میں بھی گھوڑے دوڑا دیں گے۔

یہ دراصل برکت تو آنحضورؐ کی تھی کہ وحشیوں کو بھی آپؐ نے مطیع بنا دیا اور آپؐ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں وہ ایسے بن گئے جبکہ دوسری طرف موسیٰؑ کی قوم خود غرض تھی اور احسانات کے باوجود نافرمانی پر تلی ہوئی تھی۔

آیت نمبر ۲۶: "قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ............"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ رَجُلٰنِ سے مراد موسیٰؑ اور ہارونؑ ہی تھے۔

تفسیر مجمع البیان سے حضور نے ایک اقتباس کی طرف اشارہ فرمایا جس میں بیان کیا گیا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم نے موعودہ زمین میں داخل ہونے سے انکار کیا تھا۔ نیز فرمایا کہ یہ کہانی فرضی بنائی ہوئی ہے لیکن یوشع بن نون، حضرت موسیٰؑ کے سچے حواری تھے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے ہی زمانہ میں ارض مقدس فتح ہوا تھا۔ چونکہ یہ سعادت انہیں ملی تھی اس لئے بعد میں کہانیاں بھی ان کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔

آیت نمبر ۲۷: قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ .... فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ"۔ حضور نے فرمایا کہ فَلَا تَاْسَ میں حضرت موسیٰؑ سے بھی خطاب ہو سکتا ہے لیکن زیادہ اغلب یہ ہے کہ آنحضورؐ سے خطاب ہو کہ آپؐ کو جو اس بات سے غم اور دکھ پہنچا اس پر آپ کو فرمایا گیا ہے تو ان پر غم نہ کر۔

حضور نے فرمایا کہ تفسیر الصافی میں شیعہ مفسر ابو الفیض کاشانی نے لکھا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم کی طرح آنحضورؐ کی نافرمان قوم بھی مشابہ ہو گئی اس لئے کہا گیا ہے کہ تو فاسق قوم کی وجہ سے مایوس نہ ہو۔ مشابہت اس طرح کہ "جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو اس وقت کوئی بھی خدا کے حکم پر چلنے والا نہ رہا سوائے علیؑ، حسن اور حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلمان فارسی کے اور مقدادؓ اور ابوذرؓ کے۔ پس وہ ۴۰ سال تک بھٹکتے رہے یہاں تک کہ علی کھڑے ہوئے اور آپ نے اس سے جنگ کی جس نے اس (خدا) کی مخالفت کی اور حضرت علیؓ کی نافرمانی کی"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا بالکل غلط طور پر چسپاں کیا گیا ہے۔ اگر ان کی بات درست تسلیم کر لی جائے تو پھر تو حضرت علیؓ کی اپنی خلافت بھی اس کی زد میں آجاتی ہے۔ اور وہ زمانہ بھی سرگرداں پھرتے رہنے کا زمانہ ماننا پڑے گا کیونکہ حضرت علیؓ کی خلافت بھی ۴۰ سال کے اندر آتی ہے۔ اس لئے یہ محض جھوٹی روایت بنا کر پیش کی گئی ہے۔

آیت نمبر ۲۸: "وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ............"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ آدم کے دو بیٹوں سے مراد ہابیل اور قابیل ہیں۔ یہ نام قرآن شریف میں نہیں تورات میں ہیں۔ انکار کی کوئی وجہ نہیں اور نہ ایسے مواقع پر تحریف کا گمان ہے۔ (مرتبہ: منیر الدین شمس)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔